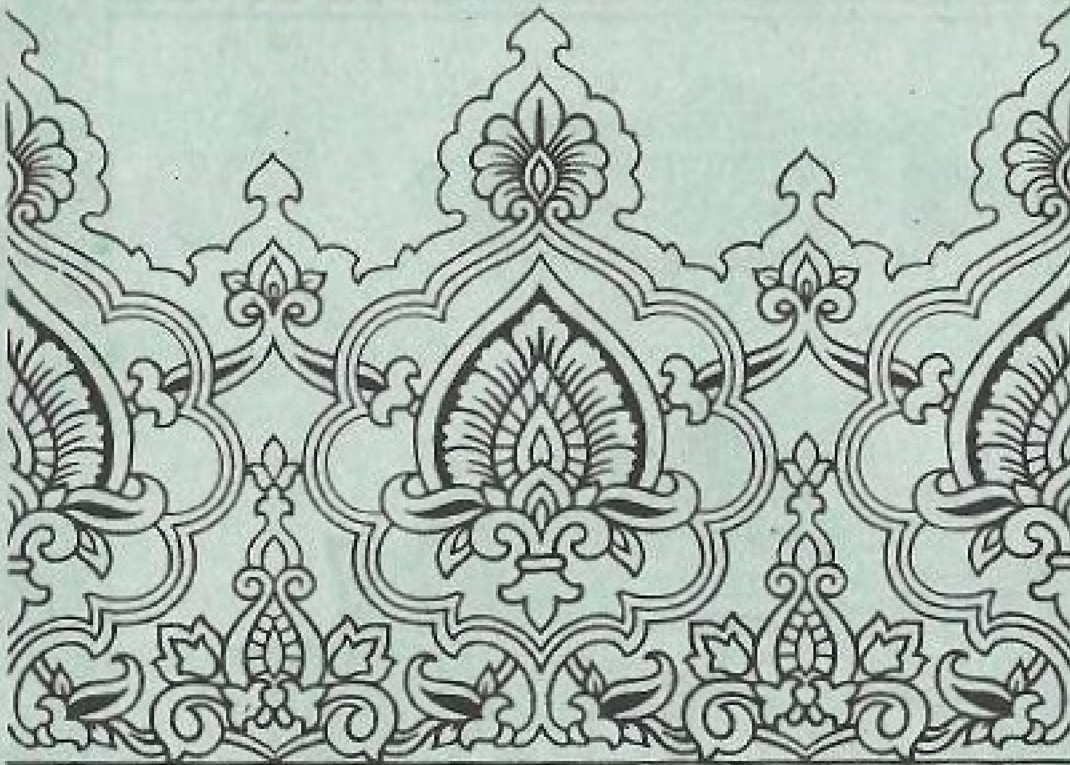
لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ



مولانا حافظ سید فرمان علی اعلی اللہ مقامہ

ناشران

عمران بک کمپنی لاہور



آیاتہا (۷) — (۱) سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۵) — رکوعہا (۱)

سورۂ لہ فاتحہ مکہ ہے میں نازل ہوا اور اس کی سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریف خدا ہی کے لیے سزاوار ہے جو سارے جہان کا پالنے والا — بڑا مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

رحم والا — روز سے جزا کا حاکم ہے — خدایا ہم تیری ہی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں — تو ہم کو سیدھی راہ پر ثابت کے

الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

قدم رکھ — اُن کی راہ جنھیں تو نے (اپنی) نعمت عطا کی ہے

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ع ۱

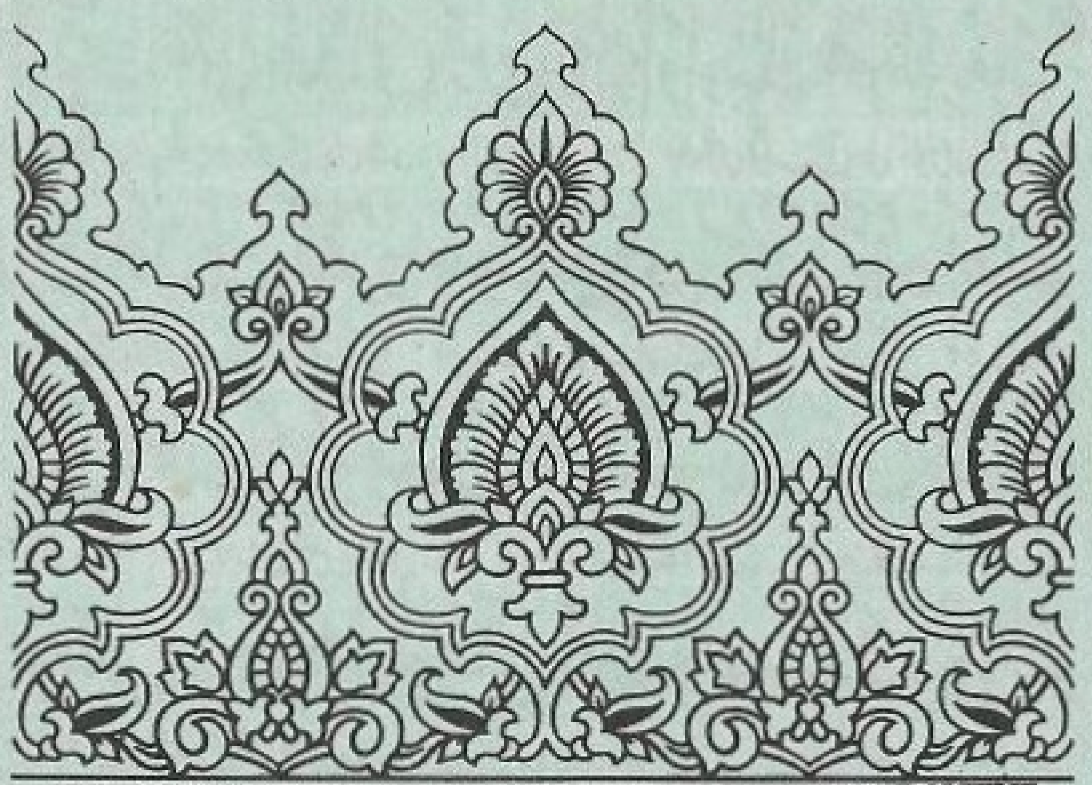
نہ اُن کی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا ہے — اور نہ گمراہوں کی۔

لے اس سورہ میں خداوند عالم نے چند امور کی تعلیم فرمائی ہے (۱) تمام اقسام حمد و شکر کا اسی کو مستحق سمجھنا کیونکہ کل نعمتیں بے واسطہ یا بواسطہ اسی کی بارگاہ سے عطا ہوتی ہیں (۲) دنیا و آخرت میں اسی کو سچا مالک اور صاحب اختیار جاننا (۳) تواضع و فروتنی جو اعلیٰ فرد علم اخلاق کی ہے اختیار کرنا (۴) بیواسطہ جو بیعت ذلیل امر ہے بچنا (۵) ہر کام میں اسی سے مدد چاہنا اور اسی پر توکل رکھنا (۶) اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا سمجھنا اس سے حسن و قبح کا عقلی ہونا ثابت ہوتا ہے (۷) اچھے لوگوں کی دوستی و پیروی کرنا اور بروں سے پرہیز و بیزاری کا اظہار کرنا وغیرہ ذالک منہ عفی عنہ

ے بعض نے اس سورہ کو مدنی کہا ہے اور بعض روایات کے موافق یہ دونوں قول صحیح معلوم ہوتے ہیں یعنی کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوا ہے پس ہو سکتا ہے کہ اس کا نزول ایک مرتبہ مکہ میں ہوا ہو اور ایک مرتبہ مدینہ میں اور اسی وجہ سے اس کو سبع مثانی کہتے ہیں ۱۲

الحمد ۱

سے روز قیامت کی حکومت کی تخصیص اس وجہ سے کی ہے کہ دنیا میں تو بظاہر بہتیرے اور بھی بادشاہ ہیں مگر قیامت میں اس کے سوا کسی کو بھی ذرہ برابر حکومت نہ ہوگی ۱۲ کے ہدایت کے معنی گرچہ مشہور دو ہی ہیں (۱) راہ دکھانا (۲) منزل مقصود تک پہنچانا اور مترجمین نے عام طور سے اس مقام پر معنی اول کو اختیار کیا ہے مگر حق یہ ہے کہ یہاں پر ان دونوں معنوں میں سے کوئی معنی صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر معنی اول اختیار کریں اور یوں کہیں کہ خداوندا ہمیں سیدھی راہ دکھا تو معلوم ہوگا اس کا پڑھنے والا ابھی تک راہ راست سے کوسوں دور ہے پہنچنا کیسا ابھی دیکھا تک نہیں اور اگر دوسرے معنی کو اختیار کریں اور یوں کہیں کہ خدایا ہمیں سیدھی راہ تک پہنچا تو بھی یہی خرابی ہے۔ اس کے علاوہ راہ راست سے مراد یقیناً ایمان و اسلام ہے۔ پس جب پڑھنے والا مومن ہے تو پھر بعد حصول ایمان ایمان طلب کرنا تحصیل حاصل ہوگا اور یہ محال ہے۔ اس لیے ہم نے یہ دونوں معنی ترک کر کے یہ معنی اختیار کیے ہیں۔ دیکھو تفاسیر ۱۲



آیاتہا ۲۸۶ (۲) سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ (۸۷) رکوعاتہا ۴۰

سورۂ بقرہ (گائے) مدینہ میں نازل ہوا اور اس کی دو سو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۚ ۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى

الم ؏ (یہ) وہ کتاب (ہے) جس (کے کتاب خدا ہونے) میں کچھ بھی شک نہیں (یہ)

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ ۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ

پرہیزگاروں کی رہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ ۳

(پابندی سے) نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

کرتے ہیں اور جو کتاب (اے محمدؐ) تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں

مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۗ ۴

سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔

؏ اس سورہ میں خداوند عالم نے بہت سے اُمور کی تعلیم فرمائی ہے میں بعض کو اجمالاً ذکر کرتا ہوں (۱) اس کو قادر مطلق کہنا کیونکہ اس سورہ میں اُس نے اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کی غرض سے ایک عظیم الشان واقعہ گائے کا جو حضرت موسیٰ کے زمانے میں ہوا تھا بیان فرمایا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام سورہ بقرہ رکھا گیا ہے (۲) پرہیزگاری اختیار کرنا اور کفر و نفاق سے بچنا (۳) احکام خداوندی کا دل سے اقرار کرنا اور اُس کے موافق عمل کرنا فقط زبانی نہیں (۴) قرآن مجید کے ہر حرف کو کلام خدا سمجھنا اور اس کو ماننا (۵) کسی بے وقوفی کی بات پر ہٹ نہ کرنا (۶) گزشتہ واقعات سے عبرت حاصل کرنا (۷) باہم اتفاق سے رہنا اور والدین و اقرباء کے ساتھ بالخصوص حسن سلوک کرنا (۸) دُنیا کو فانی اور حقیر سمجھنا (۹) نجومی جوتشی کا اعتبار نہ کرنا (۱۰) انبیاء کی تعظیم کرنا (۱۱) فرشتوں کا وجود ماننا اور ان سے دوستی رکھنا (۱۲) حسن و قبح کا عقلی ہونا (۱۳) انبیاء اور ان کے جانشین کا صرف خدا کی طرف سے مقرر ہونا اور ان کا اس جانب اللہ تعلیم یافتہ ہونا (۱۴) خانہ کعبہ ہی کی طرف ہر شخص کو سجدہ کرنا (۱۵) مصیبتوں پر صبر کرنا وغیرہ

؏ اس قسم کے جتنے حروف بعض سورتوں کے شروع میں آئے ہیں ان کو مقطعات کہتے ہیں اور حروف تہجی کی طرح پڑھے جاتے ہیں اور یہ بھی متشابہ آیتوں سے ہے جن کی تفسیر اپنی رائے سے قطعی حرام ہے۔ اگرچہ فریقین کے علماء نے ان کے متعلق بہت سے مصالح اور توجیہیں بیان کی ہیں بعض تفاسیر میں ہے کہ اس سے مراد میں بڑا واقف کار خدا ہوں۔ تفسیر کبیر میں اس کے متعلق سولہ مختلف اقوال منقول ہیں مگر صحیح یوں ہے کہ اس کو یا خدا جانے یا وہ جانے جن کو خدا نے علم لدنی عطا کیا ہو۔ وَ لَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ



أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥﴾

یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر (عامل) ہیں اور یہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائیں گے

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے برابر ہے (اے رسولؐ) خواہ تم انھیں ڈراؤ

تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر

وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلٰٓى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَّلَهُمْ

(نظر کرکے) خدا نے تصدیق[1] کر دی ہے (کہ یہ ایمان نہ لائیں گے) اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا

اور انھیں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو (زبان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم خدا پر

بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ يُخٰدِعُوْنَ

اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ (دل سے) ایمان نہیں لائے خدا کو اور ان

اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ

لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکا دیتے ہیں حالانکہ وہ آپ[2] اپنے ہی کو دھوکا دیتے ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ

اور کچھ شعور نہیں رکھتے ان کے دلوں میں مرض تھا ہی اب خدا نے ان کے مرض کو

اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿١٠﴾

اور بڑھا دیا[3] اور چونکہ وہ لوگ جھوٹ[4] بولا کرتے تھے اس لیے ان پر تکلیف دہ عذاب ہے

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ ۙ قَالُوْٓا إِنَّمَا

اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ ملک میں فساد نہ کرتے پھرو (تو) کہتے ہیں کہ ہم تو صرف

نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿١١﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ

اصلاح کرتے ہیں خبردار[5] ہو جاؤ بے شک یہی لوگ فسادی ہیں اور لیکن

[1] ختم کا مطلب یا تو یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے یہ ہٹ دھرمی اختیار کی تو خدا نے بھی ان سے نیک توفیق سلب کر لی یا یہ کہ ختم کے معنی علامت مقرر کرنے کے ہیں یعنی خدا نے ان کی یہ حالت دیکھ کر ان کے کان اور دل پر علامت مقرر کر دی ہے کہ یہ ایمان لانے والے نہیں یا ختم کے معنی شہادت کے ہیں یعنی خدا گواہی دیتا ہے کہ ان پر تمہارے سمجھانے کا کوئی اثر نہ ہوگا یا ختم کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں یعنی خدا ان کے کان اور دل کی حالت دیکھ کر یہ تصدیق کرتا ہے کہ یہ لوگ ایسے ہی ہیں اور ہرگز ایمان نہ لائیں گے واللہ اعلم ۱۲ دیکھو تفسیر مجمع البیان۔

[2] مطلب یہ ہے کہ وہ جھوٹ کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سخت غلطی ہے۔

[3] یعنی ان کی دوا نہ کی اور انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اس وجہ سے ان کا مرض کفر اور بڑھ گیا ۱۲

[4] یعنی ان کا دعویٰ اسلام بھی جھوٹا تھا ۱۲

[5] دشمنانِ اسلام تین قسم کے لوگ تھے پہلے تو وہ کھلے کافر جن کی تعریف خدا نے تیسری آیت سے چھٹی آیت تک کی ہے اور پکے کافر جن کی مذمت ساتویں سے آٹھویں آیت تک کی ہے۔ تیسرا گروہ منافقین کا تھا جن کا شیوہ یہ تھا کہ مسلمانوں اور کافروں دونوں سے میل جول رکھتے تھے اور جس سے جہاں ملے اسی کی سی کہی اور دونوں فریقوں میں باہم قرابت و عزیز داری تھی تو لوگ منافقین سے کہا کرتے کہ تمہاری ان دو رنگی باتوں سے فساد پھیلتا ہے تو بہتر ہے کہ جس طرح اور لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تم بھی پکے مسلمان ہو جاؤ تو منافقین جواب دیتے کہ ہماری طرف فساد کی نسبت کرنا نری تہمت ہے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ دونوں فریق میں میل جول بنے رہیں اور دشمنی نہ پائیں تم تو احمق ہو ہم کو مصالح دنیوی پر نظر ہے کیا ہم بھی تمہاری طرح احمق بن جائیں اور لوگوں کو خواہ مخواہ دشمن بنا لیں اس کے جواب میں خدا نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ یہ منافقین کی غلط فہمی ہے انھیں کی وجہ سے تو اور فساد پھیلتا جاتا ہے اور اس طرح اصلاح بین الفریقین ممکن نہیں اور وہ تم کو احمق بناتے ہیں حالانکہ وہ خود اچھے خاصے احمق ہیں کیونکہ مصالح دنیوی کو دین پر ترجیح دینا اور عقل سلیم کو کام میں نہ لانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١٢ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ
سمجھتے نہیں - اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی
قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ
ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح اور بیوقوف ایمان لائے - خبردار ہو جاؤ
السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝١٣ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ
یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے - اور جب اُن لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان
اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا
لا چکے تو کہتے ہیں ہم تو ایمان لا چکے اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تخلیہ کرتے ہیں تو کہتے
اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٤ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ
ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (مسلمانوں کو) لہ بناتے ہیں - (وہ کیا بنائیں گے) خدا اُن کو بناتا ہے
وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝١٥ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
اور اُن کو ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں غلطاں پیچاں رہیں - یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے
اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ
ہدایت کے بدلے گمراہی خرید کی پھر نہ اُن کی تجارت ۲ ہی نے کچھ نفع دیا اور
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝١٦ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي
نہ اُن لوگوں نے ہدایت پائی - اُن لوگوں کی مثل (تو) اس شخص کی سی مثل ہے
اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ
جس نے (رات کے وقت مجمع میں) بھڑکتی ہوئی آگ روشن کی پھر جب آگ کے شعلے نے اسکے گرد و پیش
بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝١٧ صُمٌّۢ
خوب اُجالا کر دیا تو خدا نے اُن کی روشنی لے لی اور اُنکو گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چھوڑ دیا کہ اب انہیں کچھ سجھائی
بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝١٨ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ
نہیں دیتا - یہ لوگ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں کہ پھر اپنی گمراہی سے باز نہیں آسکتے - یا اُن کی مثال ۳ ایسی ہے جیسے

لہ اُردو محاورے میں بنانے کے معنی احمق بنانے کے ہیں اس وجہ استہزاء کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے ۱۲- ۲ یہاں لین دین اور تجارت کا ذکر بطور استعارہ ہے مقصود یہ ہے کہ منافقوں کو ہدایت اختیار کرنی تھی اور انہوں نے اختیار کی گمراہی - اور آخرکار ان کو اپنی غلط فہمی کا وبال بھگتنا پڑا اور یہی تجارت کا خسارہ ہے ۱۲ ۳ خداوند عالم نے منافقوں کی دو مثل بیان کیں پہلی مثل کی تشریح یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور اسلام عالم میں پھیلایا اور اطراف و جوانب کے لوگ اسلام کے پھریرے کے سایہ میں آگئے اور منافقین باوجود خاص مکہ میں رہنے کے اندھے کے اندھے رہے اور کفر کی تاریکی میں پڑے رہے۔ اور دوسری مثل کی تشریح یہ ہے کہ بارش سے کنایہ ہے اسلام کی طرف کیونکہ جس طرح بارش رحمت خدا ہے اسی طرح اسلام بھی ایک خاص رحمت پروردگار ہے اور چونکہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو کچھ کفار سے کچھ منافقین سے اذیتیں پہنچی تھیں تو ان زحمتوں کو تاریکی اور رعد و برق سے تشبیہ دی۔ اب منافقین کی یہ حالت تھی کہ جب کسی لڑائی میں مسلمانوں کو فتح ہوئی یا کوئی فائدہ پہنچا تو تھوڑی دیر کے لئے منافقین کے دل میں اسلام بھلا معلوم ہوتا اسی کو خدا نے فرمایا ہے کہ جب بجلی چمکی تو چل کھڑے ہوئے یعنی ان کے جی میں آیا کہ مسلمان ہو جانا چاہیے۔ اور اگر کہیں مسلمانوں کو نقصان پہنچا یا لڑائی میں ہار گئے تو منافقین پھر بدگمان ہو گئے اسی کو خدا نے فرمایا ہے کہ جب ان پر اندھیرا چھا گیا تو ٹھٹک کر کھڑے ہو گئے اور پھر خدا سچے ایمانداروں کی تسکین کے واسطے فرماتا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو اُن سے دیکھنے سننے کی قوتیں سلب کر لیتا مقصود یہ ہے کہ ابتدائے اسلام کے واسطے ان کا نفاق میں رہنا بھی غنیمت ہے کہ کھلم کھلا دشمنی تو نہ کریں گے۔

السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ

آسمانی بارش جس میں تاریکیاں، گرج، بجلی ہو موت کے خوف سے کڑک کے مارے اپنے

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ

کانوں میں انگلیاں دیئے لیتے ہیں حالانکہ خدا کافروں کو (اس طرح) گھیرے ہوئے ہے۔

بِالْكٰفِرِيْنَ ۝١٩ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ

(کہ نکل نہیں سکتے)۔ قریب ہے کہ بجلی اُن کی آنکھوں کو چُندھیا دے جب اُن کے آگے بجلی

اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ

چمکی تو اس روشنی میں چل کھڑے ہوئے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا تو ٹھٹک کر کھڑے ہو گئے اور

شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

اگر خدا چاہتا تو یوں بھی اُن سے دیکھنے سُننے کی قوتیں چھین لیتا۔ بیشک خدا ہر چیز پر قادر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٢٠ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ

ہے۔ اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور ان لوگوں کو جو

خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝٢١

تم سے پہلے تھے پیدا کیا ہے عجب نہیں تم پرہیزگار بن جاؤ۔ جس نے

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ

تمہارے لیئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا

پانی برسایا پھر اُسی نے تمہارے کھانے کیلئے بعض پھل پیدا کیے۔ پس کسی کو

تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٢٢ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ

خدا کا ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم خوب جانتے ہو۔ اور اگر تم لوگ اس کلام سے جو ہم نے بندے

رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

(محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل کیا ہے شک میں پڑے ہو پس اگر تم سچے ہو تو تم بھی ایک سورہ

ع ٣

لے اس مقام پر یہ شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ خدا نے شک کے طور پر فرمایا ہے اصل یہ ہے کہ اتقا کا درجہ عبادت سے بڑھا ہوا ہے اور شک ضروری نہیں کہ متکلم ہی کی طرف سے ہو بلکہ اکثر صرف مخاطب کو امیدوار بنانے کی غرض سے بھی ہوتا ہے جیسے کوئی حاکم کسی کو معمولی خدمت پر معین کر کے کہے کہ اگر تم نے اس کو اچھی طرح انجام دیا تو عجب نہیں تمہاری ترقی ہو جائے تو وہ ترقی حسن خدمت پر مشروط ہے بعینہ یہی حال یہاں بھی ہے کہ خدا کی عبادت کرو اور درجہ اتقا پر پہنچنے کے امیدوار رہو۔ اور اگر اس پر بھی تشفی نہ ہو تو لعلکم کا ترجمہ "تاکہ" کرو۔ ملے جس زمانے میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اس وقت عرب میں شعر و شاعری کا بڑا چرچا تھا اور اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا اور اپنی زبان کے مقابلہ میں ساری دُنیا کی زبانوں کو گونگی کہا کرتے تھے اُن کے یہاں شعر موزوں کر دینا ایک بالکل معمولی بات تھی۔ ان کی لڑکیاں اور لونڈیاں برجستہ ایسے اچھے اشعار نظم کرتی تھیں کہ اب بڑے بڑے ادیب غور و فکر کرنے کے بعد بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایسی حالت میں خداوند عالم نے حضرت رسولؐ کو جہاں اور معجزے عطا فرمائے ایک قوی و مستحکم و پائدار اور تا قیام قیامت باقی رہنے والا معجزہ یہ بھی عطا فرمایا کہ قرآن کو نازل کیا۔ اور وہ بھی اس دعوے سے کہ اگر کسی کو اس کے کلام خدا ہونے میں شک ہو تو

اس کے مثل ایک ہی سورۃ بنا لائے یا بنوا لائے یہ امر مشرکین عرب کے نزدیک بہت با وقعت ثابت ہوا کیونکہ ایک ایسا شخص جس نے کبھی کسی سے کچھ پڑھا ہو نہ ایک سطر عبارت لکھی ہو نہ شعر نظم کیا ہو۔ اکبار گی اتنا بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اشخاص نے جو اہل انصاف سے تھے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ یہ آدمی کا کلام نہیں ہے۔ ١٢ - ١٢ - ١٢ - ١٢ - ١٢ - ١٢ - ١٢

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

بنا لاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں اُن کو (بھی) بلا لو

صٰدِقِيْنَ ۝٢٣ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا

پس اگر تم یہ نہیں کر سکتے - اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو

النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝٢٤

جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اُنکو (اے پیغمبرؐ) خوشخبری دیدو کہ اُن کیلئے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ

(بہشت کے) وہ باغات ہیں جنکے نیچے نہریں جاری ہیں جب انہیں اُن (باغات) کا کوئی میوہ کھانے

رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ

کو ملیگا تو کہیں گے یہ تو وہی میوہ ہے جو پہلے ہی ہمیں کھانے کو مل چکا ہے کیونکہ انہیں ملتی جلتی (1) صورت

مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٢٥

و رنگ کے (میوے) ملا کرینگے اور بہشت میں اُن کیلئے صاف ستھری بیویاں ہونگی اور یہ لوگ اُس (باغ)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا

میں ہمیشہ رہیں گے بیشک خدا مچھر یا اس سے بھی بڑھ کر (حقیر چیز کی) کوئی مثل بیان کرنے میں نہیں

فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

جھیپتا - پس جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ تو یہ یقین جانتے ہیں کہ یہ (مثل) بالکل ٹھیک ہے اور

رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ

اُنکے پروردگار کی طرف سے ہے - (اب رہے) وہ لوگ جو کافر ہیں پس وہ بول اٹھتے ہیں کہ خدا کا

اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ

اس مثل سے کیا مطلب ہے - ایسی مثل سے خدا بہتیروں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور ایسی ہی

(1) چونکہ فطرت انسانی کا مقتضا ہے کہ جب کوئی پھل جسے کبھی دیکھا نہ ہو کھانے کو دیا جائے تو خواہ مخواہ ایک رکاوٹ ہوتی ہے اسی وجہ سے خداوند عالم بہشت میں ایسے میوے عطا کرے گا جو صورت و رنگ میں پہلے سے ملتا جلتا ہوتا کہ جھجک جاتی رہے - مگر جب کھائیں گے تو اس کا مزہ دوسری قسم کا ہوگا اور اس لئے اُن کو اور زیادہ لطف حاصل ہوگا - مترجم



كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٦ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ

(مثل) سے بہتیروں کو ہدایت کرتا ہے مگر گمراہی میں چھوڑتا بھی ہے[1] تو ایسے بدکاروں کو جو لوگ خدا کے

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

عہد و پیمان کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن (تعلقات) کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں یہی لوگ گھاٹا اٹھانے والے ہیں

الْخٰسِرُوْنَ ۝٢٧ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا

(کافرو!) کیونکر تم خدا کا انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم (ماؤں کے پیٹ میں) بے جان تھے تو اسی

فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٢٨

نے تم کو زندہ کیا پھر وہی تم کو مارڈالے گا پھر وہی تم کو دوبارہ قیامت میں زندہ کریگا پھر اسی کیطرف لوٹائے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى

جاؤ گے وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے تمہارے نفع کیلئے زمین کی کل چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان (کے بنانے)

اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَھُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٢٩

کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان ہموار (و مستحکم) بنا دیئے۔ اور وہ (خدا) ہر چیز سے (خوب) واقف ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ

اور (اے رسول) اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں (اپنا) ایک نائب[2] زمین میں

خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ

بنانیوالا ہوں تو فرشتے تعجب سے کہنے لگے کیا تو زمین میں ایسے شخص کو پیدا کریگا جو زمین میں فساد اور

الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ

خونریزیاں کرتا پھرے حالانکہ (اگر خلیفہ بنانا ہے تو) ہمارا زیادہ حق ہے کیونکہ ہم تیری تعریف سے تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی

اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٣٠ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ

ثابت کرتے ہیں تب خدا نے فرمایا اس میں تو شک ہی نہیں کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور آدمؑ کی حقیقت ظاہر کرنے کی

ع ٣ ٩ ٣

[1] یُضِلُّ کا ترجمہ عام مترجمین نے گمراہ کرتا کیا ہے حالانکہ یہ بالکل محال ہے جب وہ خود گمراہ کنندہ ہوا تو عذاب کیونکر کر سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان مترجمین نے ظاہر لفظ کو دیکھ کر ترجمہ کر دیا اور چونکہ راسخون فی العلم کے کلام کی طرف نظر نہ کی اس وجہ سے اس غلطی میں مبتلا ہوئے اس مقام پر اضلال سے مراد تخلیہ ہے یعنی ان کی حالت پر چھوڑ دینا اسی وجہ سے میں نے عام ترجموں سے عدول کر کے یہ ترجمہ اختیار کیا ہے

[2] خدا نے انسانی آفرینش کے سلسلہ کو بیان فرمانا شروع کیا ہے اس کی توضیح یہ ہے کہ آسمان و زمین وغیرہ کے پیدا کرنے کے بعد خدا نے حضرت عزرائیل ملک الموت کے ذریعے سے مختلف اجزا کی مٹی کی ایک مٹھی منگوائی اور اسکو پہلے پانی میں گوندھوایا پھر اسکا خمیر پہلے ایک عرصہ تک چھوڑ دیا کہ اس میں چسپیدگی پیدا ہوئی اسکے بعد اس کا ایک پتلا بنایا اور پھر اسے سوکھنے کو ایک مدت چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس میں مثل ٹھیکرے کے کھنکھناہٹ پیدا ہو گئی اسکے بعد اس میں روح داخل کی اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا پھر چندے بہشت میں رکھا اسکے بعد دنیا میں لایا اور زمین سے اگنے والی چیزوں کو اس کی غذا قرار دی جو معدہ میں جا کر حل ہو کر بہت سے انقلابات کے بعد نطفہ بنی اور پھر اس نطفہ کو رحم میں عورت کے جا کر رکھا گیا اور پھر اسکو علقہ (منجمد خون) بنایا اسکے بعد مضغہ (لوتھڑا) بنایا اسکے بعد آدمی بنایا اسی وجہ سے خدا نے اپنے کلام میں کہیں انسان کی اصل خلقت تراب (سوکھی مٹی) کہیں طین (گیلی مٹی) کہیں صلصال (ٹھیکرا) کہیں نطفہ کہیں علقہ کہیں مضغہ ارشاد فرمایا ہے اور وہ سب اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ہے ۱۲ چونکہ خدا نے حضرت آدمؑ کے قبل جنات و نسناس وغیرہ کو خلق کیا تھا اور ان لوگوں نے بہت خونریزیاں کی تھیں اور فسادات برپا کیے تھے اسی وجہ سے جب خدا نے حضرت آدمؑ کی پیدائش کا ذکر کیا تو فرشتوں کو خیال ہوا کہ شاید یہ بھی ویسا ہی ہو اسی وجہ سے فرشتوں نے بارگاہ احدیت میں یوں عرض کی ۱۲

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ

غرض سے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو (اپنے دعوے میں کہ تم

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٣١ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا

مستحق خلافت ہو) تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ تب فرشتوں نے (عاجزی سے) عرض کی تو (ہر عیب سے)

عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ٣٢ قَالَ يٰٓاٰدَمُ

پاک (پاکیزہ) ہے۔ جو کچھ تو نے ہمیں بتایا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ بے شک تو بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اس

اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ

وقت خدا نے آدم کو حکم دیا کہ اے آدم تم ان کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ پس جب آدم نے فرشتوں کو ان چیزوں کے

اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ

نام بتا دیئے تو خدا نے فرشتوں کی طرف خطاب کرکے فرمایا کیوں میں تم سے کہتا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی

مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ٣٣ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

راز کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم اب ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے تھے (وہ سب) جانتا ہوں (اور اس وقت کو یاد کرو)

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۤ

جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ٣٤ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

آگیا اور کافر ہو گیا۔ اور ہم نے (آدم سے) کہا کہ اے آدم تم اپنی بیوی سمیت بہشت میں

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا

رہا سہا کرو اور جہاں تمہارا جی چاہے اس میں سے بے فراغت کھاؤ (پیو) مگر اس

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٣٥ فَاَزَلَّهُمَا

درخت کے پاس بھی نہ جانا (ورنہ) پھر تم اپنا آپ نقصان کرو گے۔ تب شیطان نے آدم و

الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا

حوا کو دھوکا دے کر وہاں سے ڈگمگا دیا (اور) آخر ان کو جس (عیش و راحت) میں تھے اس سے نکال پھینکا اور

لے چونکہ فرشتوں کو اپنے حسن خدمات تسبیح و تقدیس کا خیال تھا جنات و نسناس پر مقابلہ کرکے انسان کے آئندہ اور دلی حالات کا اظہار کیا تھا اور اپنے کو مستحق عہدۂ نیابت الٰہی قرار دیا تھا۔ اس وجہ سے خدا نے ان پر الزام دینے اور غلط فہمی دور کرنے کے واسطے یہ فرمایا کہ جب دلی اور آئندہ حالات پر اطلاع رکھتے ہو تو مخلوقات عالم کے نام بدرجہ اولیٰ تم کو معلوم ہونے چاہئیں۔ لہٰذا اگر تم اپنے خیالات میں سچے ہو تو یہ نام ہی بتا دو۔ ٢ے جب خدا نے حضرت آدم کو بہشت میں رہنے کا حکم دیا تھا تو یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ فلاں درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم اپنا آپ نقصان کرو گے۔ حضرت آدم بہشت میں رہنے لگے اور یہ امر شیطان پر بہت شاق تھا۔ غرض شیطان نے سانپ کو جو اس وقت تک جنت میں آتا جاتا تھا اپنا راز دار بنایا اور اس کے منہ میں ہو کر بہشت میں پہنچا اور کچھ ایسی باتیں کیں کہ حضرت آدم دھوکے میں آگئے۔ اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت آدم نبی اور معصوم تھے پھر ایسا گناہ ان سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس اعتراض کو بہت سے لوگوں نے کچھ جاہے کسی خیال سے ہو مان بھی لیا اور اس کے قائل ہو گئے کہ انبیا سے العیاذ باللہ گناہ ہو سکتا ہے اور بعض حضرات معاصرین نے بعض ملاحدہ کی تقلید میں اس اعتراض سے بچنے کے واسطے یہ اختیار کیا کہ وہ آدم جن سے یہ گناہ ہوا وہ آدم ابو البشر نہ تھے بلکہ ان کی نسل سے کوئی آدمی تھا جس کا قصہ قرآن میں ہے اور بہشت بھی بہشت خلد نہ تھا بلکہ بہشت دنیا۔ اگرچہ یہ ایراد کوئی جدید نہیں ہے بلکہ بہت قدیم ہے اور ہمارے حضرات آئمہ معصومین نے اس کے مختلف مواقع میں مختلف جوابات دیئے ہیں مگر مجھے افسوس تو اس کا ہے کہ اگرچہ مفسرین نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ وہ درخت کونسا درخت تھا اور وہ بہشت کونسا بہشت تھا مگر اس بات کو کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا کہ حضرت آدم کون تھے۔ یہ ایک بالکل نئی بات ہے جسے چودھویں صدی میں سنتا ہوں کیونکہ اگر قرآن مجید کی آیتوں کی تاویل کسی طرح کر بھی لی جائے تو خبر و احادیث صحیحہ کی کثرت سے صاف و صریح اس بارہ میں وارد ہیں کہ ان کو توڑ (باقی پر صفحہ)

اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

ہم نے کہا اے آدم (و حوا) تم زمین پر اتر پڑو تم میں سے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝٣٦ فَتَلَقّٰىٓ اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ

ایک خاص وقت (قیامت) تک ٹھہراؤ اور ٹھکانا ہے۔ پھر آدم نے اپنے پروردگار سے (معذرت کے) چند لفظ

كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝٣٧

سیکھے پس خدا نے ان الفاظ کی برکت سے آدم کی توبہ قبول کرلی۔ بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے (اور

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى

جب آدم کو) یہ حکم دیا تھا کہ یہاں سے اتر پڑو (تو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ) اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٣٨

آئے تو اس کی پیروی کرنا کیونکہ جو لوگ میری ہدایت پر چلیں گے ان پر (قیامت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور وہ

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۤئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

رنجیدہ ہوں گے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہی جہنمی ہیں اور ہمیشہ

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٣٩ يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ

دوزخ ہی میں پڑے رہیں گے۔ اے بنی اسرائیل (یعقوب کی اولاد) میرے ان احسانات کو یاد کرو جو تم

الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ

پر پہلے کر چکے ہیں اور تم میرے عہد و اقرار (ایمان) کو پورا کرو تو میں بھی تمہارے عہد (ثواب) کو پورا کروں گا

وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝٤٠ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا

اور مجھی سے ڈرتے رہو۔ اور جو (قرآن) میں نے نازل کیا وہ اس کتاب (توریت) کی (بھی) تصدیق کرتا

مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ

ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم سب سے پہلے اس کے انکار پر موجود نہ ہو جاؤ اور میری آیتوں کے بدلے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝٤١ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ

تھوڑی قیمت لے (دنیوی فائدہ) نہ لو اور مجھی سے ڈرتے رہو اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) ماننا گویا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ بہرحال اس کے جوابات ملاحظہ ہوں: خدا نے اس درخت کے پاس جانے کی ممانعت کی تھی نہ کھانے کی۔ پھر حضرت نے کھایا گیا برائی کی۔ اگر مان لیا جائے کہ کھانے کی ممانعت تھی تو خدا نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے معین کر دیا تھا اور حضرت آدم نے خاص اس درخت سے ہرگز نہیں کھایا بلکہ اسی قسم کے درخت سے کھایا اور چونکہ اس قسم کے درخت سے کھانا بھی حضرت آدم کی شان کے خلاف تھا اس سبب سے عتاب خدائی طرف سے ہوا۔ اگر یہ نہ مانا جائے تھی مگر حرام نہ تھا جس کے فعل پر گناہ کا الزام رکھا جائے بلکہ مکروہ تھا اور محض آداب میں داخل تھا جس طرح ہم سے یہ کہا جائے کہ راہ میں دوڑ کر نہ چلو ورنہ اپنا آپ نقصان کرو گے۔ اسی طرح آدم کو بھی کہا گیا تھا اور ظلم کے یہی معنی ہیں یعنی اپنا نقصان کرنا، اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت آدم نے کھا کر یہ نقصان کیا کہ وہ عیش و راحت جو بہشت میں تھی جاتی رہی اور اگر وہ کھانا حرام ہوتا اور گناہ کا باعث ہوتا تو خدا فوری عتاب نہ کرتا بلکہ اس کو آخرت پر اٹھا رکھتا اور ظاہر ہے کہ ایک گناہ کی دو سزائیں نقل میں بھی آخرت میں بھی [illegible] سے جیسا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ کھانا ہرگز حرام نہ تھا بلکہ صرف مکروہ تھا اور فعل مکروہ کا احیاناً سرزد ہو جانا اگرچہ شان نبوت کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے عتاب ہوا اور حضرت آدم اس قدر توبہ میں مشغول ہوئے مگر عصمت کے ہرگز خلاف نہیں ہے اور نہ کوئی نبوت میں حرج آ سکتا ہے۔ خدا کے احکام پر جو جزا و سزا ہوتی ہے یا گناہ و ثواب دیا جاتا ہے اور وہ صرف دار تکلیف یعنی دنیا کے واسطے ہے اور حضرت آدم اس وقت دنیا میں نہ تھے پھر آپ پر کوئی الزام کیونکر آ سکتا ہے ان کا بہشت میں رہنا جیسے کسی کا ماں کے رحم میں رہنا اور دنیا میں آنا گویا پیدا ہونا تو عصمت کے معنی یہ ہیں کہ وقت پیدائش سے مرنے کے وقت تک کوئی گناہ نہ کرے اور کسی حالت کی ذمہ داری نہیں ہے اور نہ کوئی عاقل اس وقت کے کسی فعل کو گناہ کہہ سکتا ہے۔ غرض یہ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ قصہ حضرت آدم ابو البشر اور نبی ہیں کہ ان سے ہرگز کوئی گناہ نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

حاشیہ صفحہ ھذا: لہ وہ کلمات جن کی برکت سے خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔ اسماے

ع ۱۰

بقیہ حاشیہ [illegible] پر

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا

اور حق بات کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو - اور پابندی سے نماز ۱۵ ادا کرو اور زکوٰۃ

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

دیا کرو اور جو لوگ (ہمارے سامنے) عبادت کیلئے جھکتے ہیں اُنکے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ

تم اور لوگوں سے تو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم کتاب خدا کو (برابر) رٹا کرتے

تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ

ہو - تو کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے - اور مصیبت کے وقت ۱۶ صبر اور نماز

وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ

کا سہارا پکڑو - اور البتہ نماز دوبھر تو ہے مگر اُن خاکساروں پر (نہیں) جو بخوبی جانتے

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾

ہیں کہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور ضرور اُسی کی طرف لوٹ جائینگے

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

اے بنی اسرائیل ۱۷ میری اُن نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے پہلے تمہیں دیں اور یہ (بھی) تو سوچو کہ

وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ

ہم نے تم کو سارے جہان کے لوگوں سے بڑھا دیا - اور اس دن سے ڈرو کہ (جس دن) کوئی شخص

نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا

کسی کی طرف سے نہ فدیہ ہو سکے گا اور نہ اس کی طرف سے کوئی سفارش مانی جائے گی اور نہ اس کا

يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ

کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ وہ مدد پہنچائے جائیں گے اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ

نے تمہیں تمہارے بزرگوں کو (قوم فرعون ۱۸ کے پنجہ سے چھڑایا جو تمہیں بڑے بڑے دکھ دیکے ستاتے

(بقیہ صفحہ ۱) پنجتن یعنی محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں دیکھو تفسیر درمنثور سیوطی جلد اول صفحہ ۶۰ سطر مطبوعہ مصر ۱۴ علماء یہود مثل کعب بن اخطب کعب بن اشرف کا قاعدہ یہ تھا کہ وہ ہر سال اپنی قوم سے جو گیہوں جو وغیرہ وصول کرتے تھے اور بادشاہوں سے بھی لیتے تھے اور یہ خوف تھا کہ اگر یہ لوگ رسول اللہ کی پیروی کرینگے تو یہ سب آمدنی موقوف ہو جائیگی اس غرض سے توریت میں تحریف کرتے تھے اور جو آیتیں حضرت رسول کی شان میں تھیں بدل دیتے تھے اُن کی تنبیہ کے واسطے یہ آیت نازل ہوئی (حاشیہ صفحہ ۱) ۱۵ اکثر خداوند عالم نے نماز جماعت کی ترغیب دلائی ہے کیونکہ فرادی نماز کی بہ نسبت نماز جماعت کا ثواب بہت زیادہ ہے اور بعض روایت میں ہے کہ اس سے مراد آئمہ معصومین ہیں جن کی اطاعت کا حکم بھی دیا گیا ہے ۱۶ صبر سے مراد روزہ ہے اور عام صبر بھی ہو سکتا ہے یہ ایک ایسی عمدہ خصلت ہے کہ جو شخص اس کو اختیار کرتا ہے تمام دنیا کی مصیبت اس پر آسان ہو جاتی ہے اور علی بن العباس نماز بھی اسی وجہ سے بعض احادیث میں ہے کہ جب کوئی رنج ہو تو وضو کر کے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز کیوں نہیں پڑھتے چنانچہ حضرت علی ایسا ہی کرتے تھے اور اسکے بعد اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے واستعینوا ۱۷ اسرائیل حضرت یعقوب کا نام ہے سریانی میں اسر کے معنی بندہ کے ہیں اور ایل کے معنی اللہ تو اس کا ترجمہ عبداللہ ہوا - اور بنی اسرائیل حضرت یعقوب کی اولاد ۱۲ ۱۸ مصر کے بادشاہ کا خطاب فرعون ہے جس کی جگہ اب خدیو مصر ہے بنی اسرائیل کے مصر میں آباد ہونے کے باعث حضرت یوسف تھے کہ جب انکو سلطنت پر قبضہ ہوا تو انکو وہاں بسایا تھا اور جب کچھ دن گزر گئے تو ان کی شامت اعمال سے سلطنت اُنکے ہاتھ سے نکل گئی تو ذلیل و خوار ہوئے اور اب تک ایسے ذلیل ہیں کہ باوجود اس قدر دولت کے ایک چپہ بھر زمین کے مالک نہیں۔ فرعون نے ایک دن خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ کا شعلہ بڑھا اور اسنے مصر کے تمام گھر جلا کر خاک سیاہ کر دیئے مگر بنی اسرائیل کو کچھ ضرر نہ پہنچا جب نجومیوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو (بقیہ صفحہ ۱۲)

ع ۵ / ۵

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ

تھے تمہارے لڑکوں کو تو چھری پھیرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی خدمت کیلئے) زندہ رہنے دیتے تھے

رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝٤٩ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ

اور اسمیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے صبر کی سخت آزمائش تھی اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہمنے تمہارے لئے دریا کو ٹکڑے

اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝٥٠ وَاِذْ وٰعَدْنَا

ٹکڑے کیا پھر ہمنے تمکو تو چھٹکارا دیا اور فرعون کے آدمیوں کو تمہارے دیکھتے دیکھتے ڈبو دیا اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب

مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

ہمنے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا اور تم نے انکے جانیکے بعد ایک بچھڑے کو (پرستش کیلئے خدا)

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝٥١ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

بنا لیا حالانکہ تم اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے پھر ہم نے اسکے بعد بھی تم سے درگذر کی تاکہ تم شکر کرو اور

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٥٢ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ

(وہ وقت بھی یاد کرو) جب موسیٰؑ کو کتاب (توریت) عطا کی اور حق و باطل کا جدا کرنیوالا قانون (عنایت

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝٥٣ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ

کیا) تاکہ تم ہدایت پاؤ اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم تم نے بچھڑے

ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى

کو (خدا) بناکے اپنے اوپر بڑا سخت ظلم کیا تو اب (اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ) تم اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو

بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ۭ

اور (وہ یہ ہے کہ) اپنے کو قتل کر ڈالو تمہارے پروردگار کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے پھر جب

فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝٥٤ وَاِذْ

تم نے ایسا کیا تو خدا نے تمہاری توبہ قبول کرلی۔ بیشک وہ بڑا معاف کرنیوالا مہربان ہے۔ اور (وہ وقت

قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً

بھی یاد کرو) جب تم نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم تم پر اسوقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم خدا

(بقیہ از صفحہ ۱۱) معلوم ہوا کہ انہی بنی اسرائیل کی نسل سے ایک لڑکا پیدا ہونیوالا ہے جو سلطنت کو تباہ و برباد کریگا تو وہ بنی اسرائیل کا دشمن ہو گیا اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگا حتی کہ اسنے کوشش کی کہ بنی اسرائیل کی کوئی عورت حاملہ نہ ہونے پائے اور اگر اتفاقاً کوئی لڑکا پیدا ہو جاتا تو مار ڈالا جاتا اور عورتیں بھی حیا بیحرمت کی جاتیں اسی شورش کے زمانے میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے اور خدا کی شان کہ فرعون ہی کے گھر میں پرورش پاکر بڑے ہوئے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲)

۱؎ حضرت موسیٰؑ کچھ رات رہے اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکلے تھے کہ فرعون کو خبر ہوئی اور وہ لشکر اپنی فوج سمیت پیچھا کیا صبح ہوتے ہی اس نے بنی اسرائیل کو ایسے موقع پر جا لیا کہ آگے دریا تھا پیچھے دشمن۔ کشتی وغیرہ پاس نہ تھی کہ گزر جائیں۔ اس نازک وقت میں خدا نے مدد کی اور حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی دریا پر ماری دریا پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ بنی اسرائیل خشک اس پار پہنچے فرعون نے بھی پیچھا کیا جونہی دریا کے بیچوں بیچ میں پہنچا تھا کہ دریا کا پانی مل کر ایک ہو گیا اور فرعون اور اس کی تمام فوج ڈوب مری۔

۲؎ موسیٰ قبطی زبان میں مو اور سیٰ سے مرکب ہے مو کے معنے پانی اور سیٰ کے معنے درخت اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ صندوق جس میں حضرت موسیٰؑ بحکم خدا بند کرکے دریا میں ڈالدیئے گئے تھے اور بہتے بہتے فرعون کے محل کے نیچے دریا کے کنارے آلگا تھا وہاں پر ایک درخت بھی تھا اور فرعون کی لونڈیوں نے نکالا تو درخت اور پانی کی وجہ سے موسیٰ نام ہوا۔

۳؎ بنی اسرائیل کے دریا سے چھٹکارا پانے کے بعد خدا نے حضرت موسیٰؑ سے وعدہ کیا تھا کہ تم ایک مہینہ کوہ طور پر آکر رہو تو تمہیں توریت عطا ہوگی حضرت موسیٰؑ اپنے بھائی ہارون کو اپنا نائب بنا کر طور پر تشریف لے گئے وہاں خدا کی مرضی ایک مہینے کے عوض چالیس دن کی ہوئی۔ ادھر پیچھے بنی اسرائیل نے سامری کے بہکانے سے سونے کے ایک بچھڑے کی مورت بنا کر پرستش شروع کر دی حضرت ہارون نے ہر چند سمجھایا مگر ان لوگوں نے ایک نہ سنی جب حضرت موسیٰؑ پلٹ کر آئے تو اپنی قوم کی حالت دیکھ کر سخت ناخوش ہوئے آخر خدا کے حکم سے یہ سزا تجویز کی کہ وہ سب مل کر باہم ایک دوسرے کو قتل کریں غرض بنی اسرائیل مجبور ہوئے اور غسل کرکے

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

فَاَخَذَتۡکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَ اَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثۡنٰکُمۡ

کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں اس پر تمہیں بجلی نے آ ڈالا اور تم تکتے ہی رہ گئے۔ پھر تمہیں تمہارے مرنے

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ وَ ظَلَّلۡنَا عَلَیۡکُمُ

کے بعد ہم نے جلا اٹھایا تاکہ تم شکر کرو۔ اور ہم نے تم پر ابر لے کا سایہ کیا اور

الۡغَمَامَ وَ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی ؕ کُلُوۡا مِنۡ

تم پر من و سلویٰ ٢ے اتارا (اور یہ بھی تو کہہ دیا تھا کہ) جو ستھری نفیس روزیاں تمہیں دی ہیں

طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ ؕ وَ مَا ظَلَمُوۡنَا وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ

انہیں شوق سے کھاؤ۔ اور ان لوگوں نے ہمارا تو کچھ بگاڑا نہیں مگر اپنی ہی جانوں پر ستم

یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃَ فَکُلُوۡا

ڈھاتے رہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے کہا کہ اس گاؤں (اریحا) میں جاؤ اور

مِنۡہَا حَیۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا وَّ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّ

اس میں سے جہاں چاہو فراغت سے کھاؤ (پیو) اور دروازے پر سجدہ کرتے ہوئے اور زبان سے

قُوۡلُوۡا حِطَّۃٌ نَّغۡفِرۡ لَکُمۡ خَطٰیٰکُمۡ ؕ وَ سَنَزِیۡدُ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۸﴾

حطہ ٣ے (بخشش) کہتے ہوئے آؤ تو ہم تمہاری خطائیں بخش دینگے اور ہم نیکی کرنیوالوں کو نیکی (ثواب)

فَبَدَّلَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا قَوۡلًا غَیۡرَ الَّذِیۡ قِیۡلَ لَہُمۡ

بڑھا دینگے تو جو بات ان سے کہی گئی تھی اسے شریروں نے بدل کر دوسری بات کہنی شروع کر

فَاَنۡزَلۡنَا عَلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا

دی تب ہم نے ان لوگوں پر جنہوں نے شرارت کی تھی ان کی بدکاری کی وجہ سے آسمانی بلا

کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ وَ اِذِ اسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ

نازل کی۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے ٤ے پانی مانگا تو ہم نے

فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡہُ

کہا کہ اے موسیٰ ؑ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو (لاٹھی مارتے ہی) اس میں بارہ (۱۲)

(بقیہ از ص۱۲) کفن پہنے اور صحرا میں گئے اور روزانو بیٹھ کر اپنے سر جھکائے اور بارہ ہزار آدمی جو ثابت قدم تھے ننگی تلواریں لئے انکے سر پر آموجود ہوئے اور ایک سیاہ گھٹا انکے سر پر چھاگئی تا تاریکی کی وجہ سے اپنے بیگانے کی تمیز جاتی رہے اور رحم نہ آئے غرض وہ صبح سے شام تک برابر قتل عام کیا اور ہزاروں کا وارا نیارا ہوگیا تب باقی روؤں کی خطائیں معاف ہوئیں۔ ۲ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۱ے جب موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے نکلے تھے تو خدا نے وعدہ کیا تھا کہ قوم عمالقہ سے لڑوگے تو تم کو سلطنت عطا کرینگے اس پر حضرت موسیٰ نے ہر چند ابھارا مگر ان کی ہمت نہ پڑی آخر اسی سزا میں چالیس برس تک بھٹکتے پھرے جب بہت پریشان ہوچکے تو حضرت موسیٰ کی دعا سے ان پر ابر کا سایہ کیا گیا اور من و سلویٰ نازل ہونے لگا جب اس میں بھی شرارت کرنے لگے تو وہ بھی موقوف ہوگیا۔ غلام حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کی سرگشتگی ہی کے زمانہ میں وفات پائی انکے بعد کئی پیغمبر ہوئے آخر حضرت یوشع بن نون کی فہمائش سے ان لوگوں نے ملک عمالقہ پر حملہ کیا اور کئی شہر بھی فتح کئے مگر انکو حکم تھا کہ جب پہلے شہر کو فتح کرو تو حطہ یعنی بخشش کہتے ہوئے شہر کے دروازے سے داخل ہو مگر ان لوگوں نے شرارت اور تمسخر سے حنطہ (گیہوں) کہنا شروع کیا غرض اس شرارت کی سزا میں انہیں طاعون آیا اور چوبیس ہزار آدمی مر گئے اور فتح کیا ہوا ملک ہاتھ سے نکل گیا۔

۲ے من ترنجبین کو کہتے ہیں اور سلویٰ بٹیریا تیتر ہوتے تھے۔

۳ے ابن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس امت میں ہماری مثال سفینۂ نوح اور باب حطے کی ہے جو بنی اسرائیل میں۔ دیکھو تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ سطر ۷ مطبوعہ مصر۔

۴ے جب بنی اسرائیل نے جنگل میں من و سلویٰ چکھا اور پیاس کی شدت ہوئی تو حضرت موسیٰ کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور پانی کے طالب ہوئے۔ وہاں پانی کہاں تھا آخر حکم خدا سے حضرت موسیٰ نے پتھر پر اپنی لاٹھی ماری اور اس میں بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور بنی اسرائیل نے پانی پیا اور جب پانی کی ضرورت نہ رہی تو حضرت موسیٰ نے پھر اس پتھر پر اپنی لاٹھی ماری اور پانی بند ہوگیا۔ اور پھر کر بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے

۹ ع ۶ ۱۳

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ
چشمے پھوٹ نکلے۔ اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ بخوبی جان لیا۔ (اور ہم نے علم اجازت
كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
دے دی کہ) خدا کی دی ہوئی روزی سے کھاؤ پیو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو
مُفْسِدِينَ ۞ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ
اور (وہ وقت بھی یاد کرو) لے جب تم نے (موسیٰ سے) کہا کہ اے موسیٰ ہم سے ایک ہی
وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ
کھانے پر نہ رہا جائے گا تو آپ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے کہ جو چیزیں زمین سے اگتی
مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ
ہیں جیسے ساگ پات ترکاری اور ککڑی اور گیہوں (یا لہسن) اور مسور اور پیاز (من وسلوٰی کی جگہ
قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ
پیدا کرے) موسیٰ نے کہا کیا تم ایسی چیز کو جو ہر طرح بہتر ہے ادنیٰ چیز سے بدلنا چاہتے ہو تو کسی شہر
اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
میں اتر پڑو یہ تمہارے لئے جو تم نے مانگا ہے سب موجود ہے۔ اور ان پر رسوائی اور
الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ
محتاجی کی مار پڑی اور ان لوگوں نے قہر خدا کی طرف پلٹا کھایا۔ یہ سب اس سبب سے
بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ
ہوا کہ وہ لوگ خدا کی نشانیوں سے انکار کرتے تھے، اور پیغمبروں کو ناحق
بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ۞
شہید کرتے تھے۔ اور اس وجہ سے (بھی) کہ وہ نافرمانی اور سرکشی کیا کرتے تھے۔
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَ
بیشک مسلمانوں ٹے اور یہودیوں اور نصرانیوں اور

(بقیہ صفحہ ۱۳) تھے اور یہ ایک ہی قوم
تھی اس وقت بھی حضرت موسیٰ سے
جھگڑنے لگے کہ ہم سب ایک چشمے
سے تو پانی نہ پئیں گے۔ آخر خدا نے
ان پر فضل کیا اور ان کی ہٹ رکھ لی
کہ ہر قبیلہ کے لئے ایک جداگانہ چشمہ
تھا۔ اور وہ لوگ اپنے اپنے چشمے سے
پانی پیتے۔ ۱۲ حاشیہ صفحہ ھذا
لے یہ بھی اسی جنگل میں رہنے کے زمانہ
کا قصہ ہے اس وقت بھی ان کو
کفار سے جہاد کرنے کی ترغیب دی
گئی تھی۔ ۱۲ ٹے مسلمانوں سے مراد
یہاں منافقین ہیں جو بظاہر مسلمان
تھے اور قوم حضرت موسیٰ کا نام یہودی
اس لئے ہے کہ یہود کے معنی حرکت
کرنے کے ہیں اور یہود چونکہ توریت
پڑھنے کے وقت ہلا کرتے تھے،
اسی وجہ سے یہ نام ہوا۔ یا اس وجہ
سے کہ یہ لوگ یہودا ابن یعقوب کی
اولاد میں تھے۔ اور نصاریٰ کی وجہ
تسمیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ جو ان کے
پیغمبر تھے شہر ناصرہ میں پیدا ہوئے
تھے اسی وجہ سے کہ ان کے حواریوں
نے اپنے کو انصار اللہ کہا تھا اور صابئین
سے مراد وہ لوگ ہیں جو محض اپنی عقل
کے پابند تھے اور اسی وجہ سے اس
کا ترجمہ لامذہب کیا گیا یا وہ لوگ مراد
ہیں جو خدا کو چھوڑ کر ستارہ پرستی
کرتے تھے۔ ۱۲



الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ
لامذہبوں میں سے جو کوئی خدا اور روزِ آخرت پر ایمان لائے اور اچھے کام
صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ
کرتا ہے تو انہیں کے لئے اُن کا اجر و ثواب اُن کے خدا کے پاس ہے۔ اور نہ (قیامت میں)
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۲ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ
اُن پر کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ دل ہوں گے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ۱ ہم نے (تعمیل تورات کا)
وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ
تم سے اقرار لیا اور ہم نے تمہارے سر پر طور سے پہاڑ کو (لاکر) لٹکایا (اور کہا) کہ تورات جو ہم نے تم کو دی ہے
وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۶۳ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ
اسکو مضبوط پکڑے رہو اور جو کچھ اس میں ہے اسکو یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ پھر اسکے بعد تم اپنے عہد
مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
پیمان سے پھر گئے پس اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تم نے
لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۴ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ
سخت گھاٹا اٹھایا ہوتا۔ اور اپنی قوم سے ان لوگوں کی حالت تو تم بخوبی جانتے ہو جو شنبہ
اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً
کے دن اپنی حد سے گزر گئے (کہ باوجود ممانعت شکار کھیلنے نکلے) تو ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل و خوار
خٰسِـِٕيْنَ ۝۶۵ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا
بندر بن جاؤ ۲ (اور وہ بندر ہو گئے) پس ہم نے اس واقعہ کو ان لوگوں کے واسطے جن کے سامنے ہوا
خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۶۶ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى
تھا اور جو اسکے بعد آنے والے تھے عذاب قرار دیا اور پرہیزگاروں کیلئے نصیحت۔ اور (وہ وقت
لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا
یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم لوگوں کو تاکیدی حکم کرتا ہے کہ تم ایک گائے ۳ ذبح کرو

۱ جب یہودیوں کو توریت عطا ہوئی تو اس کی ضخامت دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے ہم سے تو اس کا بوجھ بھی نہیں اٹھ سکتا اتنے احکام کی تعمیل کیونکر ہو سکے گی۔ خدا نے ان کی تنبیہ کیواسطے کوہ طور اٹھا کے سر پر لا کر لٹکایا کہ مانتے ہو تو مانو ورنہ ابھی کچل دیئے جاؤ گے تب ان لوگوں نے مانا۔

۲ جس طرح مسلمانوں کیلئے جمعہ اور عیسائیوں کیلئے یکشنبہ کا دن بزرگ اور عبادت کا ہے اسی طرح یہودیوں کے لئے شنبہ کا دن ہے کچھ بنی اسرائیل دریا کے کنارے شہر ایلہ میں بستے تھے اور انکو شنبہ کے دن شکار کھیلنے کی ممانعت تھی۔ بنی اسرائیل جن کی گھٹی میں شرارت گھول کر پلائی گئی تھی اپنی فطرت سے بھلا کب چوکنے والے تھے۔ دریا کے کنارے بڑے بڑے گڑھے کھودے اور دریا اور گڑھے کے درمیان نالیاں بنائیں جمعہ کے دن جا کر نالیاں کھول آتے پانی کے ساتھ مچھلیاں بہہ آتیں اور پھر جا کر گڑھے کے منہ کو بند کر دیتے مچھلیاں محفوظ ہو جاتیں اور یکشنبہ کے دن جا کر نکال لاتے۔ اس مکاری کی ہر چند ممانعت کی گئی مگر یہ لوگ کب سنتے تھے۔ آخر حضرت داؤدؑ کی بددعا سے چند آدمیوں کے سوا مرد عورتیں سب کے سب بندر بن گئے تین روز تک زندہ رہے اور پھر سب کے سب مر گئے پھر خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے ان سب کو دریا میں پھینک دیا۔

۳ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ایک عورت بہت حسین و خوبصورت تھی۔ اسکے پاس ایک شخص نے جس کا نام عامیل تھا۔ اور بہت نیک اور مالدار آدمی تھا۔ شادی کا پیغام بھیجا اور عامیل کے چچازاد بھائی نے بھی پیغام دیا۔ اس عورت نے عامیل کے پیغام کو منظور کر لیا اور شادی ہو گئی۔ اسکے چچازاد بھائی نے اس رشک و حسد میں ایک دن شب کے وقت عامیل کو قتل کر ڈالا اور اُس کی لاش دوسرے محلے کی مسجد کے دروازے پر رکھ آیا اور پھر خود صبح کو اسکے قصاص کا دعویدار ہوا۔ بنی اسرائیل میں اس کا سخت ہنگامہ ہوا۔ ہر قبیلہ دوسرے کو اسکے قتل کا مجرم بتاتا تھا۔ خدا کا یہ حکم ہوا کہ تم ایک گائے کو ذبح کرو اسکے گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر اس کی لاش پر مارو۔ وہ خود زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا دے گا۔ پہلے تو بنی اسرائیل نے گائے ہی کے بارے میں کٹ حجتیاں کیں حالانکہ اگر حکم کے

أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ
وُہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہم سے دِل لگی کرتے ہو موسیٰؑ نے کہا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ
الْجَاهِلِينَ ۝ ٦٧ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ
میں جاہل بنوں۔ (تب) وُہ لوگ کہنے لگے کہ (اچھا) تم اپنے خدا سے دُعا کرو کہ ہمیں بتا دے کہ وُہ
قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ
گائے کیسی ہو۔ موسیٰؑ نے کہا بیشک خدا فرماتا ہے کہ وُہ گائے نہ تو بہت بوڑھی ہو نہ بچھیا بلکہ ان میں
عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۝ ٦٨ قَالُوا
سے اوسط درجے کی ہو۔ غرض جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس کو بجا لاؤ۔ وہ کہنے لگے (واہ)
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ
تم اپنے خدا سے دُعا کرو کہ ہمیں یہ تو بتا دے کہ اس کا رنگ آخر کیا ہو۔ موسیٰؑ نے کہا بیشک خدا
إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ۝ ٦٩
فرماتا ہے کہ وُہ گائے خوب گہرے زرد رنگ کی ہو کہ دیکھنے والے اُسے دیکھ کر خوش ہو جائیں
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ
تب کہنے لگے تم اپنے خدا سے دُعا کرو کہ ہمیں ذرا یہ تو بتا دے کہ وُہ (گائے) اور کیسی ہو (وُہ) گائے تو اور
تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝ ٧٠ قَالَ
گایوں میں مل جل گئی۔ اور اب خدا نے چاہا تو ہم ضرور (اس کا) پتہ لگا لیں گے۔ موسیٰؑ نے کہا خدا
إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا
ضرور فرماتا ہے کہ وُہ گائے نہ تو اتنی سدھائی ہوئی ہو کہ زمین جوتتے اور نہ کھیتی سینچے بھلی چنگی یک رنگ کہ
تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا
اس میں کوئی دھبہ تک نہ ہو۔ وہ بولے اب (جاکے) ٹھیک ٹھیک بیان کیا۔ غرض ان لوگوں نے
الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝ ٧١
وُہ گائے حلال کی حالانکہ اُن سے اُمید نہ تھی کہ وُہ ایسا کریں گے۔



(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵)
ساتھ ہی کوئی سی گائے
لے کر ذبح کر دیتے تو اتنے
بکھیڑے میں نہ پڑتے پھر اس
کے بعد خریداری میں گائے
کی وُہ وُہ شرارتیں اور حماقتیں
کیں کہ آخر ایک مرد دیندار
کو جو محمد و آل محمد پر درود بھیجا
کرتا تھا اور اپنے باپ کا بڑا
مطیع تھا ان دونوں باتوں کے
صلے میں خدا نے ان احمقوں
کے ہاتھ سے ایک گائے کی
قیمت اتنی دلوائی کہ اس شہر
کے بنی اسرائیل سب کے سب
محتاج و مفلس ہو گئے کیونکہ
انہیں اس گائے کی قیمت
یہ دینی پڑی کہ اس گائے
کی کھال میں جتنا سونا آسکے
غرض بعد خرابی بسیار ان لوگوں
نے گائے ذبح کی اور ایک
ٹکڑا گوشت کا مارنا تھا کہ
وہ میت اٹھ بیٹھی اور کہنے
اپنے چچازاد بھائی کو اپنا
قاتل بتایا اور پھر اس کو
دوبارہ عمر بھی عطا ہوئی۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا

اور جب تم نے ایک شخص کو مار ڈالا اور تم میں اس کی بابت پھوٹ پڑ گئی کہ ایک دوسرے کو قاتل

كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ

بتانے لگا اور جو تم چھپاتے تھے خدا کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا پس ہم نے کہا کہ اس گائے کا کوئی ٹکڑا لیکر

يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اس (رکی لاش) پر مارو۔ یوں خدا مُردے کو زندہ کرتا ہے لہ اور تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ

تم سمجھو۔ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے پس وہ مثل پتھر کے (سخت) تھے یا اس سے بھی

اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ

زیادہ کرخت۔ کیونکہ پتھروں میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں جاری ہو جاتی

الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ

ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں دراڑ پڑ جاتی ہے اور ان میں سے پانی نکل پڑتا

مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

ہے اور بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو

تَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ

اس سے خدا غافل نہیں ہے۔ (مسلمانو) کیا تم یہ لالچ رکھتے ہو کہ وہ تمہارا (سا) ایمان لائینگے

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ

حالانکہ ان میں کا ایک گروہ (سابق میں) ایسا تھا کہ خدا کا کلام سنتا تھا اور اچھی طرح سمجھنے

بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ

کے بعد الٹ پھیر کر دیتا تھا حالانکہ وہ خوب جانتے تھے۔ اور جب ان لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں

اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَا بَعْضُھُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا

جو ایمان لائے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو ایمان لا چکے اور جب ان میں سے بعض بعض کے ساتھ تخلیہ کرتے ہیں

لہ یعنی جس طرح یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک گوشت کا ٹکڑا مُردے کو چھو دینے سے کیونکر زندہ ہو گیا، کیونکہ بظاہر کوئی تعلق ایک کو دوسرے سے نہیں، اسی طرح سیکڑوں ہزاروں برس کے مُردے کا جی اٹھنا بھی سمجھ میں آنے کی بات نہیں مگر خدا تو اپنی قدرت سے یوں ہی زندہ کر دے گا۔ ۱۲-۱۲ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ

تو کہتے ہیں کہ جو کچھ خدا نے تم پر (توریت میں) ظاہر کر دیا ہے کیا تم (مسلمانوں کو) بتا دو گے تاکہ اسکے سبب

رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۷۶ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

(کل) تمہارے خدا کے پاس تم پر حجت لائیں۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے لیکن کیا وہ لوگ (اتنا بھی) نہیں

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝۷۷ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

جانتے کہ وہ لوگ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں خدا سب کچھ جانتا ہے۔ اور کچھ اُن میں سے ایسے اَن پڑھ ہیں کہ وہ

الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝۷۸ فَوَيْلٌ

کتاب (خدا) کو اپنے مطلب کی باتوں کے سوا (کچھ) نہیں سمجھتے اور وہ فقط خیالی باتیں کیا کرتے ہیں پس ویل ہے

لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۤ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا

اُن لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر (لوگوں سے کہتے (پھرتے) ہیں کہ یہ خدا

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ

کے یہاں سے آئی ہے تاکہ اس کے ذریعے سے تھوڑی سی قیمت (دنیوی فائدہ) حاصل کریں۔ پس

مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝۷۹ وَ

افسوس ہے اُن پر کہ اُنکے ہاتھوں نے لکھا اور پھر افسوس ہے اُن پر کہ وہ ایسی کمائی کرتے ہیں۔

قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ

اور کہتے ہیں کہ گنتی کے چند دنوں کے سوا ہمیں آگ چھوئے گی بھی تو نہیں۔ (اے رسولؐ) ان لوگوں

اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ

سے کہو کہ کیا تم نے خدا سے کوئی اقرار لے لیا ہے کہ پھر وہ کسی طرح اپنے قرار کے خلاف ہرگز نہ

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸۰ بَلٰى مَنْ كَسَبَ

کریگا یا بے سمجھے بوجھے خدا پر طوفان جوڑتے ہو۔ ہاں (سچ تو یہ ہے کہ) جس نے برائی

سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓــــَٔــتُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

حاصل کی اور اُس کے گناہوں نے چاروں طرف سے اُسے گھیر لیا ہے وہی لوگ تو

النصف

ف

یہ قصہ بھی اظہار یہود کا ہے کہ وہ لوگ اپنے نفع دنیوی کے خیال سے کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ حضرت رسولؐ کے طرفدار ہو جائیں اور ہمارا نذرانہ غائب ہو جائے۔ توریت میں تحریفیں کرتے تھے کیونکہ توریت میں حضرت رسولؐ کے صفات میں لکھا تھا: خوبصورت گھونگر والے بال، گندم گوں، سیاہ چشم، میانہ قد۔ اور ان لوگوں نے اس کو مٹا کر اس کی جگہ یہ لکھ دیا: دراز قد کبود چشم، سفید رنگ سیدھے بال، تا کہ جو صفتیں دجال کی ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۱۲۔

النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

دوزخی ہیں اور وہی (تو) اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اور جو لوگ ایماندار ہیں اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۲ ع

اچھے کام کیے ہیں وہی لوگ جنتی ہیں کہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (جو تمہارے بزرگ تھے) عہد و پیمان لیا

اِلَّا اللّٰهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ[له] اور قرابتداروں اور یتیموں اور محتاجوں[عه]

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کیساتھ اچھے سلوک کرنا اور لوگوں کے ساتھ اچھی طرح (نرمی سے) باتیں کرنا اور برابر نماز پڑھنا اور

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۗ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ

زکوٰۃ دینا۔ پھر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا (سب کے سب) پھر گئے اور تم لوگ ہو ہی اقرار

مُّعْرِضُوْنَ ۝۸۳ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ

سے منہ پھیرنے والے اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم (تمہارے بزرگوں) سے عہد لیا تھا کہ آپس

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ

میں خونریزیاں نہ کرنا اور اپنے لوگوں کو شہر بدر نہ کرنا تو تم (تمہارے بزرگوں) نے اقرار کیا تھا اور تم بھی

اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝۸۴ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ

اس کی گواہی دیتے ہو (کہ ہاں ایسا ہوا تھا) پھر وہی لوگ تو تم ہو کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل

تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ

کرتے ہو اور اپنوں میں سے ایک جتھے کو ناحق اور زبردستی حمایتی بن کر دوسرے کو شہر بدر کرتے ہو اور

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ

لطف تو یہ ہے کہ اگر وہی لوگ قیدی بن کر تمہارے پاس (مدد مانگنے) آئیں تو ان کو تاوان دے کر

۹ ع ۱۱

له
ایک روایت میں ہے
کہ والدین کے ساتھ نیکی
یہ ہے کہ تم انہیں اس کی
بھی تکلیف نہ دو کہ وہ تم
سے کچھ مانگیں، اور اُن کی
آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو
اور ان کے آگے ہو کر
مت چلو، اور اُن کی طرف
تند نگاہ سے نہ دیکھو، اگر
وہ تم کو ماریں تو اس کے
جواب میں کہو "خداوند!
انہیں بخش دے" اور اگر
وہ تم کو تنگ کریں تو اُف
تک نہ کہو۔ ۱۲ عه ایک
روایت میں ہے کہ مسکین
تین چیزیں ہیں، ایک وہ
مسجد جو محلہ میں ہو اور اس
میں کوئی نماز نہ پڑھے؛
دوسرے قرآن جو گھر میں
رکھا ہو اور تلاوت نہ کریں
تیسرے عالم جو کسی قوم میں
ہو اور اس سے لوگ مسائل
دین نہ حاصل کریں۔ ۱۲

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ

چھڑا لیتے ہو۔ حالانکہ ان کا نکالنا ہی تم پر حرام کیا گیا تھا۔ تو پھر کیا تم (کتاب خدا کی) بعض باتوں پر

الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ

ایمان رکھتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو۔ پس تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے

مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ

سوا اور کچھ نہیں کہ زندگی بھر کی رسوائی ہو۔ اور (آخر کار) قیامت کے دن بڑے سخت عذاب

إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۸۵﴾ أُولَٰئِكَ

کی طرف لوٹا دیئے جائیں۔ اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ

جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید کی۔ پس نہ اُن کے عذاب ہی میں

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۸۶﴾ ع وَلَقَدْ آتَيْنَا

تخفیف کی جائے گی اور نہ وہ لوگ کسی طرح کی مدد دیئے جائیں گے۔ اور یہ تحقیقی بات ہے کہ ہم نے



۱؎ مطلب یہ تھا کہ ہمارے دل گویا غلافوں کے اندر ہیں کہ ہم پر تعلیم کا اثر نہیں ہو سکتا۔ خدا نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ یہ نہیں۔ بلکہ اُن پر خدا کی پھٹکار ہے۔ ۱۴-۱۴-۱۳-۱۴-۱۳-۱۳

مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا

موسیٰ کو کتاب (توریت) دی اور اُن کے بعد بہت سے پیغمبروں کو اُن کے قدم بقدم لے چلے۔

عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ

اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھی بہت سے واضح اور روشن معجزے دیئے اور پاک روح (جبرئیل) کے ذریعے

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ

ان کی مدد کی۔ کیا تم اس قدر بد دماغ ہو گئے ہو کہ جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس تمہاری خواہش نفسانی کے خلاف کوئی

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا

حکم لیکر آیا تو تم اکڑ بیٹھے پھر تم نے بعض پیغمبروں کو تو جھٹلایا اور بعض کو جان سے مار ڈالا۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے دلوں پر

غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾

غلاف چڑھا ہوا ہے ۱؎ (ایسا نہیں) بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے خدا نے ان پر لعنت کی ہے پس کم ہی لوگ ایمان لاتے ہیں

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

اور جب اُنکے پاس خدا کی طرف سے کتاب (قرآن) آئی اور وہ اُس (کتاب توریت) کی جو اُنکے پاس ہے

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا

تصدیق بھی کرتی ہے اور وہ لوگ پہلے (اس کی اُمید پر) کافروں پر فتحیاب ہونے کی دُعائیں لہ مانگتے تھے تو جب

جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝٨٩

اُنکے پاس وہ چیز جسے پہچانتے تھے آ گئی، تو لگے انکار کرنے پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے کیا ہی

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا

بُرا ہے وہ کام جسکے مقابلے میں (اتنی بات پر) وہ لوگ اپنی جانیں بیچ بیٹھے ہیں کہ خدا اپنے بندوں میں سے

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ

جس پر چاہے اپنی عنایت سے (کتاب) نازل کیا کرے اس شک سے جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے سب کا انکار کر

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

بیٹھے۔ پس ان پر غضب پر غضب ٹوٹ پڑا۔ اور کافروں کے لیئے (بڑی) رسوائی کا عذاب

مُّهِيْنٌ ۝٩٠ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

ہے۔ اور جب اُن سے کہا گیا کہ جو (قرآن) خدا نے نازل کیا ہے اُس پر ایمان لاؤ گے تو کہنے لگے کہ

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ

ہم تو اسی کتاب (توریت) پر ایمان لائے ہوئے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی تھی اور اس کتاب (قرآن) کو جو اُس کے

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

بعد آئی ہے نہیں مانتے حالانکہ وہ (قرآن) حق ہے اور اس (کتاب توریت) کی جو انکے پاس ہے تصدیق بھی کرتی ہے (مگر اس کتاب

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٩١ وَلَقَدْ

قرآن کا جو اسکے بعد آئی ہے انکار کرتے ہیں (اے رسول) اُن سے یہ تو پوچھو کہ تم (تمہارے بزرگ) اگر ایماندار تھے تو

جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ

پھر کیوں خدا کے پیغمبروں کو سابق میں قتل کرتے تھے اور تمہارے پاس موسیٰ تو واضح و روشن معجزے لیکر آ ہی چکے تھے پھر بھی

لہ
یہودی توریت میں پیغمبر
آخر الزمان کی پیشینگوئیاں
دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ
خدا کرے جلد ظاہر ہوں
کہ ہم کو کفار پر غلبہ ہو مگر
جب مبعوث ہوئے تو
اپنی پرانی جہالت پر اڑ
گئے۔ آخر اس کا نتیجہ
ذلت و رسوائی کے سوا
کچھ نہ ہوا۔ ۱۲۔۱۲۔۱۲۔۱۲

بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

تم نے انکے بعد بچھڑے کو خدا بنا لیا اور اسکے تم اپنے ہی اوپر ظلم کرنیوالے تھے اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ

لیا اور کوہِ طور کو تمہارے اوپر اٹھا کر کھڑا کیا اور ہم نے کہا کہ یہ کتاب جو ہم نے تمہیں دی ہے

اسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ

مضبوطی سے لئے رہو اور (جو کچھ اس میں ہے) سنو۔ تو کہنے لگے سنا تو (سہی) لیکن (ہم) اسکو مانتے نہیں۔ انکی ایمانی

الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ

کیوجہ سے گویا بچھڑے کی الفت گھول کے انکے دلوں میں پلا دی گئی۔ اے رسول ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم ایماندار تھے تو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ

تم کو تمہارا ایمان کیا ہی برا حکم کرتا تھا۔ (اے رسول) ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر خدا کے نزدیک آخرت

الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

کا گھر (بہشت) خاص تمہارے واسطے ہے اور لوگوں کے واسطے نہیں ہے پس اگر

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ

تم سچے ہو تو موت کی آرزو کرو (تاکہ جلدی بہشت میں جاؤ)۔ لیکن وہ ان (اعمال بد) کی وجہ سے

اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾

جن کو انکے ہاتھوں نے پہلے سے آگے بھیجا ہے ہرگز موت کی آرزو نہ کرینگے اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ

اور (اے رسول) تم ان (ہی) کو زندگی کا سب سے زیادہ حریص پاؤ گے اور مشرکوں میں سے ہر ایک شخص چاہتا ہے

اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ

کہ کاش اس کو ہزار برس کی عمر دی جاتی۔ حالانکہ اگر اتنی طولانی عمر دی بھی جائے تو وہ (خدا کے) عذاب سے

مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ ع ١٠

چھٹکارا دینے والی نہیں۔ اور جو کچھ وہ لوگ کرتے ہیں خدا اسے خوب دیکھ رہا ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ

(اے رسول ان لوگوں سے) کہدو کہ جو جبرئیل[1] کا دشمن ہے (اس کا خدا دشمن ہے) کیونکہ اس فرشتے نے خدا کے حکم سے (اس

بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى

قرآن کو) تمہارے دل پر ڈالا ہے اور وہ ان کتابوں کی بھی تصدیق کرتا ہے جو پہلے نازل ہو چکی ہیں اور اب

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ

اسکے سامنے موجود ہیں اور ایمانداروں کے واسطے خوشخبری ہے جو شخص خدا اور اسکے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور

وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ

(خاصکر) جبرائیل و میکائیل کا دشمن ہو تو بے شک خدا بھی (ایسے) کافروں کا دشمن ہے۔ اور (اے رسول) ہم

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾

نے تم پر ایسی نشانیاں نازل کی ہیں جو واضح اور روشن ہیں اور ایسے نافرمانوں کے سوا اُن کا کوئی انکار

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ

نہیں کر سکتا۔ اور (اُن کی یہ حالت ہے کہ) جب کبھی کوئی عہد کیا تو اُن میں سے ایک فریق نے توڑ

اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ

ڈالا بلکہ ان میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب اُن کے پاس خدا کی طرف سے رسول

عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ

(محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آیا اور وہ اُس (کتاب توریت) کی جو اُنکے پاس ہے تصدیق بھی کرتا ہے اُن

اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ

اہل کتاب کے ایک گروہ نے کتاب خدا کو اپنے پس پشت پھینک دیا گویا وہ لوگ کچھ جانتے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى

ہی نہیں اور اُس منتر[2] کے پیچھے پڑ گئے جس کو سلیمانؑ کے زمانہ سلطنت میں شیاطین

مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

جپا کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا لیکن شیطانوں نے

[1] چونکہ حضرت جبرئیل نے یہودیوں کی نافرمانی پر حکم خدا سے ایک مرتبہ کوہ طور کو ان کے سر پر لٹکایا تھا اور یہ کہا تھا کہ اگر کہنا نہ مانو گے تو اسی پہاڑ سے دبا دوں گا کہ سب دب کے مر جاؤ گے۔ اور بخت نصر کو اس کے بچپنے میں مارنے نہ دیا یہاں تک کہ جب وہ جوان اور بادشاہ ہوا تو اس نے ان کی شرارتوں کی خوب کسر لی اور بہت ظلم بھی کیا اسی وجہ سے یہودی جبرئیل کو اپنا قدیمی دشمن سمجھتے تھے اور حضرت رسولؐ سے کہتے کہ یہ وحی جبرئیل لاتے ہیں وہ تو ہم لوگ نہ مانیں گے۔ اسی پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

[2] حضرت سلیمان کی وفات کے بعد ابلیس نے کچھ جادو درست کیا اور اسے ایک کاغذ پر لکھا اور لپیٹ کر اس کی پشت پر لکھ دیا کہ یہ آصف بن برخیا نے (جو حضرت سلیمان کے وزیر تھے) حضرت سلیمان کی بادشاہی کے واسطے درست کیا تھا اور یہ علوم کے خزانے کا بہار ہے اور اس کے ذریعہ سے ہر ایک مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہ لکھ پڑھ کر کاغذ حضرت سلیمانؑ کے تخت کے نیچے دفن کر دیا۔ چند دنوں کے بعد لوگوں کے سامنے اس کو اکھاڑا اور یہ جتا دیا کہ حضرت سلیمانؑ اسی کی بدولت جن و انس پر حاوی تھے تم بھی اگر عمل کرو گے تو ویسے ہی ہو جاؤ گے۔ اس پھندے میں بہت لوگ تو پڑ گئے مگر سلطنت اس کے پابند ہو گئے اور عمل کرنے لگے۔ اسی کو خدا نے فرمایا کہ جادو کی نسبت حضرت سلیمانؑ کی طرف غلط ہے یہ سب کارستانی شیطان کی ہے۔ ۱۲

كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى

کفر اختیار کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ اور وہ چیزیں جو ہاروت و ماروت

الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ

دونوں فرشتوں پر بابل ك1 میں نازل کی گئی تھیں حالانکہ یہ دونوں فرشتے کسی کو سکھاتے

مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

نہ تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم دونوں تو فقط ذریعۂ آزمائش ہیں پس تو اس پر عمل کر کے بے ایمان

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ

نہ ہو جانا اس پر بھی ان سے وہ (ٹوٹکے) سیکھتے تھے جن کی وجہ سے میاں بیوی میں تفرقہ ك2

زَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ

ڈال دیں۔ حالانکہ بغیر اذن خداوندی وہ اپنی ان باتوں سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتے

اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا

تھے۔ اور یہ لوگ ایسی باتیں سیکھتے تھے جو خود انہیں کو نقصان پہنچاتی تھیں اور کچھ نفع

لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ

پہنچاتی تھیں باوجودیکہ وہ یقیناً جان چکے تھے کہ جو شخص ان (برائیوں) کا خریدار ہوا اور وہ آخرت میں

مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۱۰۲ وَلَوْ أَنَّهُمْ

بے نصیب ہے۔ اور بے شبہہ (معاوضہ) بہت ہی برا ہے جسکے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا کاش اسے کچھ

آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوا

سوچے سمجھے ہوتے۔ اور اگر وہ ایمان لاتے اور (جادو وغیرہ سے) بچکر پرہیزگار بنتے تو خدائی درگاہ کے ثواب ملتا وہ

يَعْلَمُونَ ۱۰۳ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَ

اس سے کہیں بہتر ہوتا کاش یہ لوگ اتنا تو سمجھتے۔ اے ایماندارو تم (رسول) کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہو تو راعنا ك3 (ہماری

قُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۰۴

رعایت کر) نہ کہا کرو بلکہ انظرنا (ہم پر نظر توجہ فرما) کہا کرو اور (جی لگا کر) سنتے رہو۔ اور کافروں کے لیے دردناک

(ہاروت و ماروت کا قصہ)

ك1 حضرت نوحؑ کے بعد کسی پیغمبر کے زمانہ میں ان کی قوم نے جادوگری میں خوب مشق بہم پہنچائی اور اس کی بدولت خدا جانے کیا کیا شرارتیں شروع کر دیں۔ دینی امور کو بالائے طاق رکھ کر جادو کے بندے ہو گئے خداوند عالم نے اس وقت دو فرشتوں ہاروت و ماروت کو آدمی کی صورت میں شہر بابل میں بھیج دیا تاکہ لوگوں کو ان لغو ڈھکوسلوں سے روکیں جب دونوں زمین پر آئے تو لوگوں کو جادو کی حقیقت سے آگاہ کر دیا اور اس زمانے کے پیغمبر کو ایک عمل بتایا تاکہ وہ لوگوں کو سکھا دیں کہ اس کی وجہ سے جادو کو دفع کر سکیں اور یہ بھی سمجھا دیا کہ اس کی بدولت لوگوں کو ضرر نہ پہنچانا۔ چونکہ حضرت رسول خدا کے زمانے کے یہودی بھی اپنی کتاب توریت کو پس پشت ڈال کر ٹوٹکے ٹونے کے پیچھے پڑ گئے تھے اور اسی کو عین دین سمجھتے تھے اسی وجہ سے خدا نے اس کی قلعی کھول دی اور بتا دیا کہ یہ سب ڈھکوسلے ہیں ان پر اعتبار نہ کرنا۔۱۲ ك2 حضرت سلیمانؑ کے دین میں جادو کرنے سے جادوگر کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی تھی۔۱۲ ك3 عبرانی زبان میں راعنا کے معنی بد کے ہیں اور عربی میں چرواہے اور رعایت کے ہیں۔ جب حضرت رسول کوئی بات بیان فرماتے تھے اور کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی تو لوگ روک کر مکرر پوچھتے تھے اور آنحضرت اس کو بیان فرما دیتے۔ یہود جب ایسی صحبتوں میں شریک ہوتے اور ان کو روکنا مقصود ہوتا تو راعنا کہہ کے خطاب کرتے۔ مسلمان بھی ان کی دیکھا دیکھی بے سمجھے بوجھے یہی کہنے لگے تو خدا نے ان کو منع کیا کہ تم راعنا کہہ کے خطاب نہ کیا کرو کیونکہ ان میں دو پہلو مذمت کے ہیں یعنی اے ہمارے چرواہے اور ہمارے بد۔ اور ایک پہلو اچھا ہے یعنی ہماری رعایت کر بلکہ انظرنا کہہ کر خطاب کیا کرو کہ اس میں کوئی پہلو مذمت کا نہیں ہے۔۱۲

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ
عذاب ہے۔ (اے رسول) اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ اور مشرکین نہیں چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے
اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ
پروردگار کیطرف سے بھلائی (وحی) نازل کی جائے۔ اور (ان کا تو اس میں کچھ اجارہ نہیں) خدا جس کو
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵ مَا نَنْسَخْ
چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑا فضل (کرنے) والا ہے۔ (اے رسول) ہم جب
مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ
کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں ۱ یا تمہارے ذہن سے مٹا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی (اور) نازل بھی
اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۰۶ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ
کر دیتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بے شبہہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
زمین کی سلطنت بے شبہہ خاص خدا ہی کے لئے ہے۔ اور خدا کے سوا تمہارا نہ
مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۱۰۷ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا
کوئی سرپرست ہے نہ مددگار۔ (مسلمانو) کیا تم چاہتے ہو کہ تم بھی اپنے رسول سے ویسے
رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ
ہی (بیڈھنگے) سوالات کرو جس طرح سابق زمانہ میں موسٰے سے (بے تکے) سوالات کیے گئے تھے
الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱۰۸ وَدَّ
اور جس شخص نے ایمان کے بدلے کفر اختیار کیا وہ تو یقینی سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔
كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ
(مسلمانو) اہل کتاب میں سے اکثر لوگ اپنے دلی حسد کی وجہ سے یہ خواہش ۲ رکھتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے
كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ
کے بعد پھر کافر بنا دیں (اور لطف تو یہ ہے کہ) ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے اسکے بعد بھی یہ تمنا باقی ہے)

۱
قرآن مجید حسب حکمت نازل ہوتا رہا کبھی کبھی کوئی کوئی آیت حسب مصلحت و موقع وقت منسوخ الحکم یا منسوخ التلاوۃ ہوتی رہی اس پر مخالفین اسلام کو اعتراض ہوتا اور اب اس زمانہ میں بھی ہے اس کا جواب خدائے عالم نے خود فرما دیا کہ ہم بندوں کے مصالح سے خوب واقف ہیں اور بندوں کی حالت یکساں نہیں رہتی ہر ایک حالت کے موافق ایک مناسب حکم دیا جاتا ہے اور ہم کو ان کی حالتوں میں تصرف کا اختیار کامل ہے جس طرح مناسب سمجھا جاتا ہے ان کو تعلیم دی جاتی ہے یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔۱۲

۲
جنگ احد کے بعد یہودیوں نے حضرت عمار اور حذیفہ سے کہا کہ اگر تمہارے پیغمبر برحق ہوتے تو شکست نہ ہوتی۔ اب بھی کہا مانو ہمارے دین میں چلے آؤ۔ حضرت عمار نے جواب دیا کہ فتح و شکست کہیں حق و باطل کی معیار ہو سکتی ہے ہم دین اسلام کو تو نہ چھوڑیں گے۔ جب یہ خبر حضرت رسول کو ملی تو حضرت نے عمار کے حق میں دعا کی اور یہ آیت نازل ہوئی۔۱۲

الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ

پس تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا (کوئی اور) حکم بھیجے۔ بے شک خدا



عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝١٠٩ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ

ہر چیز پر قادر ہے۔ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے جاؤ۔ اور

مَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ

جو کچھ بھلائی اپنے لیے (خدا کے یہاں) پہلے سے بھیج دو گے اُس (کے ثواب) کو موجود پاؤ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝١١٠ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ

گے۔ جو کچھ تم کرتے ہو اسے خدا ضرور دیکھ رہا ہے۔ اور (یہود) کہتے ہیں کہ یہود (کے سوا) اور (نصارےٰ

كَانَ هُودًا أَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

کہتے ہیں کہ نصارےٰ کے سوا کوئی بہشت میں جانے ہی نہ پائے گا یہ انکے خیالی پلاؤ ہیں اے رسول تم ان سے

إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝١١١ بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ

کہو کہ بھلا اگر تم سچے ہو کہ ہم ہی بہشت میں جائیں گے تو اپنی دلیل پیش کرو۔ ہاں البتہ جس شخص نے خدا کے آگے

مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اپنا سر جھکا دیا اور اچھے کام بھی کرتا ہے تو اسکے لئے اسکے پروردگار کے یہاں اُسکا بدلہ موجود ہے اور آخرت میں ایسے



يَحْزَنُونَ ۝١١٢ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَ

لوگوں کو کسی طرح کا خوف نہ ہوگا اور نہ ایسے لوگ غمگین ہونگے اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کچھ ٹھیک نہیں

قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ

اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کا مذہب کچھ (ٹھیک) نہیں حالانکہ یہ دونوں فریق کتاب الٰہی پڑھتے رہتے ہیں

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ

اسی طرح انہی کی سی باتیں وہ (مشرکین عرب) کیا کرتے ہیں جو (خدا کے احکام) کچھ نہیں جانتے تو

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝١١٣

جس بات میں یہ لوگ جھگڑتے ہیں (دنیا میں تو طے نہ ہوگا) قیامت کے دن خدا اُنکے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دیگا

ف اَمانیّهم کا ترجمہ لفظی تو آرزوئیں ہیں مگر یہ ترجمہ اردو محاورہ کے موافق کیا گیا ہے ۱۲

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ

اور اس بڑھکر ظالم کون ہوگا جو خدا کی مسجدوں میں اس کا نام لئے جانے سے (لوگوں کو) روکے له

وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ

اور اُن کی بربادی کے درپے ہو۔ ایسوں ہی کو اس میں جانا مناسب نہیں مگر

اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي

سہمے ہوتے ایسے ہی لوگوں کے لئے دُنیا میں رُسوائی ہے اور ایسے ہی لوگوں کے

الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۱۴ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ

لئے آخرت میں بڑا بھاری عذاب ہے۔ (تمہارے مسجدمیں روکنے سے کیا ہوتا ہے کیونکہ ساری) زمین خدا ہی

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۱۵

کی ہے (کیا) پورب (کیا) پچھم۔ پس جہاں کہیں (قبلہ کیطرف) رُخ کرو له وہیں خدا کا سامنا ہے بیشک خدا

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

بڑی گنجائش والا اور خوب واقف ہے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے حالانکہ وہ (اس بکھیڑے سے) پاک ہے بلکہ

وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝۱۱۶ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ

جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔ وہی آسمان و زمین

الْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

کا موجد ہے اور جب کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا ہے تو اُس کی نسبت صرف کہہ دیتا ہے کہ ہو جا

فَيَكُوْنُ ۝۱۱۷ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا

پس وہ (خود بخود) ہو جاتا ہے۔ اور جو (مشرکین) کچھ نہیں جانتے کہتے ہیں کہ خدا ہم سے (خود) کلام کیوں نہیں کرتا

اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

یا ہمارے پاس (خود) کوئی نشانی کیوں نہیں آتی۔ اسی طرح انہیں کی سی باتیں وہ لوگ کر چکے ہیں

مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ

جو ان سے پہلے تھے۔ ان سب کے دل آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ جو لوگ یقین رکھتے ہیں انکو تو اپنی

له
کفار مکہ ابتدا اسلام میں حضرت رسولؐ اور مومنین کو جس جس طرح تکلیفیں پہنچاتے تھے وہ تو قابل بیان نہیں بس حد ہو گئی کہ حضرتؐ نے مجبوراً اپنا اصلی وطن چھوڑ مدینہ میں جا کر رہنا اختیار کیا۔ ہجرت کے ساتویں برس عمرہ کرنے کو جو مکہ میں جانا چاہا تو کفار مکہ نے جانے نہ دیا۔ اُسی کی طرف اشارہ کر کے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور آخر یہ پیشینگوئی پوری ہو کر رہی کہ مکہ فتح ہوا اور خدا کا گھر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور کفار مارے ڈر کے بھاگے بھاگے پھرنے لگے۔ ۱۲

له
مومنوں کو کفار مکہ کے خانہ کعبہ میں نماز نہ پڑھنے دینے سے جو دلشکنی ہوئی تو خدا نے انکی تشفی کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ
نشانیاں صاف طور پر دکھا چکے (اے رسول) ہم نے تم کو دین حق کے ساتھ بہشت کی خوشخبری دینے والا اور
وَّلَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَ حِيۡمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ
(عذاب سے) ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے اور دوزخیوں کے بارے میں تم سے کچھ نہ پوچھا جائے گا۔ اور (اے رسول) نہ تو یہودی
الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ؕ قُلۡ اِنَّ هُدَى
کبھی تم سے رضامند ہونگے نہ نصاریٰ یہاں تک کہ تم انکے مذہب کی پیروی کرو (اے رسول) اُن سے کہہ دو کہ
اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى ؕ وَلَـئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِىۡ
بس خدا ہی کی ہدایت تو ہدایت ہے (باقی ڈھکوسلا ہے) اور اگر تم اسکے بعد بھی کہ تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا ہے
جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۲۰﴾
انکی خواہشوں پر چلے تو یاد رہے کہ پھر تم کو خدا کے غضب سے بچانیوالا نہ کوئی سرپرست ہوگا نہ مددگار
اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ
جن لوگوں کو ہم نے کتاب (قرآن) دی ہے وہ لوگ اسے اس طرح پڑھتے رہتے ہیں جو اسکے پڑھنے کا حق ہے
اُولٰٓـئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ
یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اسکا انکار کرتے ہیں وہی لوگ گھاٹے
الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ
میں ہیں۔ اے بنی اسرائیل میری اُن نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے
اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ
تم کو دی ہیں۔ اور یہ کہ میں نے تم کو سارے جہان پر فضیلت دی۔ اور اُس دن
اتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـئًا وَّلَا يُقۡبَلُ
سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ فدیہ ہو سکے گا اور نہ اسکی طرف سے کوئی معاوضہ قبول کیا
مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا تَنۡفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾
جاوے گا اور نہ کوئی سفارش ہی فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ وہ لوگ مدد دیئے جاویں گے

النصف

ع ۱۴ ۹ ۱۳

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ

(اے رسول ۱؎ بنی اسرائیل کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب ابراہیم کو انکے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور

اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ

انہوں نے پورا کر دیا تو خدا نے فرمایا میں تم کو (لوگوں کا) پیشوا بنانیوالا ہوں (حضرت ابراہیم نے عرض کی اور میری

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۲۴ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ

اولاد میں سے۔ فرمایا (ہاں مگر) میرا اس عہدہ پر ظالموں میں سے کوئی شخص فائز نہیں ہو سکتا (اے رسول وہ وقت بھی

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ

یاد دلاؤ) جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے ثواب اور پناہ کی جگہ قرار دی۔ اور (حکم دیا) کہ ابراہیم کی (اس) جگہ کو نماز کی

مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا

جگہ بناؤ۔ اور ابراہیم و اسماعیل سے عہد و پیمان لیا کہ میرے (اس) گھر

بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝۱۲۵ وَ

کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنیوالوں کے واسطے صاف ستھرا رکھو۔

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ

اور (اے رسول وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب ابراہیم نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو پناہ و

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

امن کا شہر بنا اور اسکے رہنے والوں میں سے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لائے اسکو طرح طرح کے پھل کھانے کو دے

الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ

خدا نے فرمایا (اچھا مگر) جو کفر اختیار کریگا اسکو دنیا میں چند روز (ان چیزوں سے) فائدہ اٹھانے دونگا پھر (آخرت

اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۲۶ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ

میں) اس کو مجبور کرکے دوزخ کی طرف کھینچ لے جاؤنگا۔ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اور (وہ وقت بھی یاد دلاؤ)

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ

جب ابراہیم و اسماعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے (اور دعا مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہماری

لہ اس میں یہ اختلاف ہے کہ وہ کون سی باتیں تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ یہ ہیں۔ اگر سارے سر میں بال ہوں تو مانگ نکالنا۔ کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ختنہ کرنا۔ مسواک کرنا۔ مونچھوں کا کتروانا۔ بغل کے بال منڈوانا۔ زیر ناف بال صاف کرنا۔ پانی سے استنجا کرنا۔ ناخن کتروانا۔ انہی باتوں کا نام سنت ابراہیمی ہے۔ ۱۲

۲؎ اس آیت میں خدا نے دو باتوں کا فیصلہ بہت صاف طور پر فرما دیا ہے ایک تو یہ کہ کوئی شخص بغیر خدا کے مقرر کئے ہوئے کسی کا پیشوا و امام ہو ہی نہیں سکتا دوسرے یہ کہ پیشوا اور امام ہر شخص نہیں ہو سکتا بلکہ وہی شخص امام ہوگا جو معصوم ہو اور کوئی گناہ عمر بھر اس سے سرزد نہ ہوا ہو کیونکہ اگر اس نے ایک گناہ بھی کیا تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اور ظالم ہو گیا اس کے علاوہ پھر حکم خدا قطعی نہ رہے گا۔ ۱۲

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝١٢٧ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ

(یہ خدمت) قبول کر بیشک تو ہی (دعا کا) سننے والا (اور نیت کا) جاننے والا ہے۔ اور اے ہمارے پالنے والے تو

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ہماری اولاد سے ایک گروہ پیدا کیجیو جو تیرا فرمانبردار رہے۔ اور ہم کو ہمارے حج کی جگہیں دکھا

وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝١٢٨ رَبَّنَا وَ

دے اور ہماری توبہ قبول کر۔ بیشک تو ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اور اے ہمارے پالنے

ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ

والے مکہ والوں میں انہی میں سے ایک رسولؐ کو بھیج جو انکو تیری آیتیں پڑھ کر سنایا کرے اور آسمانی کتاب اور عقل کی باتیں

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ

سکھائے اور اُن (کے نفوس) کو پاکیزہ کرے۔ بیشک تو ہی غالب

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٢٩ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰھٖمَ

اور صاحب تدبیر ہے۔ اور کون ہے جو ابراہیمؑ کے طریقے سے نفرت کرے

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ

مگر جو اپنے کو احمق لہ بنائے اور بیشک ہم نے ان کو دنیا میں بھی منتخب کر لیا

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٣٠ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ

اور وہ ضرور آخرت میں بھی اچھوں ہی میں سے ہوں گے۔ جب اُن سے اُن کے پروردگار

اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٣١ وَوَصّٰى بِهَآ

نے کہا اسلام قبول کرو تو عرض کی میں سارے جہان کے پروردگار پر اسلام لایا۔ اور اسی طریقہ کی ابراہیمؑ نے

اِبْرٰھٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى

اپنی اولاد سے وصیت کی اور یعقوب نے (بھی) کہ اے فرزندو خدا نے تمہارے واسطے اس دین

لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝١٣٢ ۭ

(اسلام) کو پسند فرمایا ہے پس تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان ہی ہو کر۔ (اے یہود)



لہ

اس آیت سے واضح ہوا
کہ حضرت ابراہیمؑ کا مذہب
جس کی پیروی کرنے کا حکم
دیا گیا ہے عقلی تھا اور یہی
اہل حق کا مذہب ہے کہ
حسن و قبح اشیاء
کے عقلی ہونے کی قائل ہی
سلیم کی گئی اور اسی بنا
پر احادیث میں عقل کو نبی
باطنی سے تعبیر کیا ہے اور
اسی وجہ سے یہ قول مشہور
ہے کہ جس کا عقل حکم کرتی ہے
اسی کا شریعت بھی حکم
کرتی ہے جس کا شریعت
حکم کرتی ہے اسی کا عقل
بھی حکم کرتی ہے ۱۲

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ

کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کے سر پر موت آ کھڑی ہوئی اس وقت انہوں نے

لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي ۖ قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ

اپنے بیٹوں سے کہا میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ کہنے لگے ہم آپ کے معبود اور آپ کے

وَإِلٰهَ آبَآئِكَ إِبْرٰهِمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ

باپ دادا ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ کے معبود یکتا خدا کی عبادت کریں گے

وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ ۱۳۳ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا

اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ (اے یہود) وہ لوگ تھے جو چل بسے جو انہوں نے کمایا ان کے

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا

آگے آیا اور جو تم کماؤ گے تمہارے آگے آئے گا۔ اور جو کچھ بھی وہ کرتے تھے اسکی پوچھ گچھ تم

يَعْمَلُونَ ۝ ۱۳۴ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوا ۗ

سے نہیں ہوگی۔ (یہودی عیسائی مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو راہ راست پر آ جاؤ

قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرٰهِمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ ۱۳۵

گے (اے رسول ان سے) کہہ دو کہ ہم ابراہیمؑ کے طریقہ پر ہیں جو باطل سے کترا کر چلتے تھے اور مشرکین سے تھے

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلٰى إِبْرٰهِمَ

(اور اے مسلمانو تم یہ) کہو کہ ہم تو خدا پر ایمان لائے ہیں اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا (قرآن) اور جو (صحیفے)

وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ

ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر نازل ہوئے تھے ان پر۔ اور جو (کتاب)

مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا

موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو دی گئی (اس پر) اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے انہیں دیا گیا (اس پر) ہم تو

نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ ۱۳۶

ان میں سے کسی (ایک) میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو خدا ہی کے فرمانبردار ہیں

ف
اس مقام پر خدا نے حضرت اسمٰعیلؑ کو حضرت یعقوبؑ کی اولاد کے باپ داداؤں میں شامل فرمایا ہے حالانکہ حضرت اسمٰعیلؑ اُن کے چچا تھے اس سے صاف واضح ہوا کہ محاورات میں چچا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ اسی بنا پر حضرت ابراہیمؑ اپنے چچا آذر بت تراش کو باپ کہا کرتے تھے اور ان کے والد کا نام تارخ تھا۔ ۱۲

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ

پس اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لائے ہیں جس طرح تم تو البتہ راہ راست پر آ گئے اور اگر وہ اس طریقہ

اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ

سے منہ پھیر لیں تو بس وہ صرف تمہاری ضد ہی پر ہیں۔ تو اے رسول اُن کے شر سے بچانے کو تمہارے

اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ ١٣٧ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ

لئے خدا کافی ہوگا۔ اور وہ (سب کی حالت) خوب جانتا اور سنتا ہے (مسلمانوں سے کہو کہ) رنگ تو خدا ہی کا رنگ

اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ ١٣٨

ہے جس میں تم رنگے گئے اور خدائی رنگ سے بہتر کون رنگ ہوگا اور ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں (اے رسول)

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۚ وَ لَنَآ اَعْمَالُنَا

تم ان سے پوچھو کہ کیا تم ہم سے خدا کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا بھی پروردگار ہے اور وہی تمہارا بھی پروردگار

وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ ١٣٩ اَمْ تَقُوْلُوْنَ

ہے ہمارے لئے ہیں ہماری کارگزاریاں اور تمہارے لئے تمہاری کارستانیاں اور ہم تو نرے کھرے اسی کے ہیں کیا تم

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ

کہتے ہو کہ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحٰقؑ و اولاد یعقوب یہ سب کے سب

كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ

یہودی یا نصرانی تھے (اے رسول ان سے) پوچھو تو کہ تم زیادہ واقف ہو یا خدا۔ اور اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس کے پاس خدا کی طرف سے گواہی (موجود) ہو (کہ وہ یہودی نہ تھے) اور پھر وہ چھپائے

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ١٤٠ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ

اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو سدھار چکے۔ جو کچھ وہ کما گئے انکے لئے

لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ ١٤١ ع

تھا اور جو کچھ تم کماؤ گے تمہارے لئے ہوگا اور جو کچھ وہ کر گزرے اس کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی۔